Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ پیسے نئے

جلد ۱۰ | ۳ ظہور ۱۳۴۰ ہش | ۲۰ صفر ۱۳۸۱ھ | ۳ اگست ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۱

اخبار احمدیہ

نخلہ ۲۸ جولائی - (بوقت ۹ بجے صبح) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کو اعصابی ضعف اور گھبراہٹ کی تکلیف زیادہ رہی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے خاص دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۲۸ جولائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بغرض علاج چند دنوں کیلئے لاہور تشریف لے گئے۔ حضور موصوف نے الفضل میں شائع کردہ ایک نوٹ کے ذریعہ احباب جماعت سے اپنے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک فرمائی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

قادیان یکم اگست سنہ زیارشات قادیان اور مضافات میں خوب موسلادھار بارشیں ہوئیں جس سے قادیان کی ڈھاب بھر کر بہنے لگی قادیان کے نشیبی محلہ جات میں پانی بھر ابڑا ہے محلہ احمدیہ بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ٹھاک ہے۔

قادیان یکم اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

افریقہ میں عیسائیت کے پنپنے کے امکانات بہت کم ہیں

ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ کا اعتراف

مبلغ سیرالیون مکرم غلام احمد صاحب فرخ ٹاؤن

براعظم افریقہ کے مغربی حصہ میں آجکل عیسائیت اور اسلام کے درمیان زبردست کشمکش جاری ہے۔ دونوں اس وسیع و عریض علاقے کو اپنا اپنا حلقہ بگوش بنانے میں مصروف ہیں۔ اگرچہ عیسائی مشنوں کو اپنے بے پناہ مالی وسائل کی بناء پر جماعت احمدیہ کے انتہائی محدود وسائل کے بالمقابل بہت زیادہ سہولت اور آسانی حاصل ہے۔ بایں ہمہ جماعت احمدیہ کی مجاہدانہ کوششوں اور خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے نتیجے میں وہاں اسلام زور و شور سے پھیل رہا ہے اور عیسائیت ہر محاذ پر اسلام کے بالمقابل شکست کھا رہی ہے۔ آجکل وہاں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی کا تذکرہ عیسائی پریس میں بکثرت آ رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ (World Christian Digest) میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون کا عنوان ہے "Islam's Progress in West Africa" یعنی "مغربی افریقہ میں اسلام کی ترقی"۔ مضمون نگار نے اس میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی اور اس سے پیدا شدہ صورت حال پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد اعتراف کیا ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کے پنپنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ ذیل میں اس مضمون کے بعض حصوں کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ مضمون نگار نے پہلے عیسائیوں کے غور و فکر کے لئے بعض سوالات پیش کئے ہیں۔

اور پھر انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر ان سوالوں کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہے:-

"عیسائی مشنریوں نے مغربی افریقہ کے وسیع و عریض ساحلی علاقہ میں اپنی جدوجہد جاری رکھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا آج چرچ نے اس علاقے میں آگے بڑھنے اور پھیلنے پھولنے سے انکار کر دیا ہے؟ کیا تیز تر مشنری جدوجہد نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی اور کیا اس علاقے میں عیسائیت کو زندہ رکھنے کے لئے اس جدوجہد سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا؟ کیا اسلام کی روز افزوں ترقی اور اس سارے علاقے کو بہت جلد اپنی لپیٹ میں لے لینے کے اسلامی چیلنج کا ہمارے پاس کوئی مؤثر اور موزوں جواب ہے؟ یہ سوالات ہیں جو پورے غور و فکر اور سوچ بچار کے محتاج ہیں اور ضروری ہے کہ حقائق کی روشنی میں ان کا جواب معلوم کیا جائے"

آگے چل کر مضمون نگار نے سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی مساعی کے نتیجے میں اسلام برابر ترقی کر رہا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"جس دن مجھے سیرالیون سے روانہ ہونا تھا عین اسی روز وہاں اسلام کا پہلا میڈیکل مشنری وارد ہوا۔ اخبارات میں اس کی آمد کی خبروں کو جگہ دی گئی اور اس طرح ملک بھر میں اس کی آمد کا بہت چرچا ہوا۔ اس ملک میں اسلام کے پہلے میڈیکل مشنری کی آمد نتیجہ ہے اس دور رس پالیسی کا جو اسلام کو سربلند کرنے اور پھیلانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے اختیار کر رکھی ہے۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور اس کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں اسلام ترقی کر رہا ہے ...."

آگے چل کر مضمون نگار نے سیرالیون میں عیسائیت کی موجودہ پوزیشن کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:-

"سیرالیون ایک عجیب غریب ملک ہے۔ اس میں اسلام اور عیسائیت کے علاوہ Paganism کے پیرو بھی پائے جاتے ہیں۔ اندرون ملک میں بسنے والے قبائل زیادہ تر مسلمان ہیں۔ کرسچین کونسل کا اندازہ ہے کہ اس ملک میں عیسائی پانچ فی صد سے بھی کم ہیں۔ کیا آزاد نائیجیریا بھی مغربی افریقہ کے دوسرے آزاد ملکوں کی طرح اسلام کی آغوش میں چلا جائے گا؟"

سیرالیون کے علاوہ مضمون میں گھانا، نائیجیریا اور فرانسیسی مغربی افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور لکھا ہے کہ ان علاقوں میں اسلام عیسائیت کے بالمقابل دس گنا زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ نیز اس کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کی متعدد خوبیوں کا اعتراف کیا گیا ہے۔ چنانچہ مضمون نگار رقمطراز ہے:-

"اسی طرح گھانا میں بھی جماعت احمدیہ سرگرم عمل ہے مگر سیرالیون میں اس کی کوششیں زیادہ نمایاں ہیں۔ گھانا کے شمالی علاقے کے لوگ مذہبی ہیں۔ اس لئے وہاں تھوڑی سی کوشش بھی اسلام کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا موجب ہو سکتی ہے۔ نائیجیریا میں اسلام کی طاقت زیادہ ہے اور وہاں اسلام بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ یوروبہ نسل کے لوگ جنہوں نے ایک صدی قبل عیسائیت کو خوش آمدید کہا تھا اب بڑی تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ صرف ابادان شہر میں ہی تقریباً چھ صد مساجد پائی جاتی ہیں .... شمالی نائیجیریا میں چرچ کی انتہائی کوشش کے باوجود اسلام کی طاقت ناقابل تسخیر دکھائی دیتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ فرنچ مغربی افریقہ، سیرالیون اور مغربی نائیجیریا میں اسلام عیسائیت کے مقابلے میں دس گنا زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ہمہ گیر اجتماعیت کا حامی ہے۔ اور افریقن لوگ اس قسم کی اجتماعیت کے شدت سے دلدادہ ہیں۔ اسلامی تعلیم میں اخوت کو ایک خاص مقام حاصل

(باقی صفحہ پر)

مکرم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ــــ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۶۱ء

یہ سیلابوں کی کثرت الامان!!

جولائی کا مہینہ تمام ہوا جس کثرت کے ساتھ اس مہینہ میں سیلاب آئے اگر اس کو سیلاب کا مہینہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کا آغاز ہوتے ہی سیلابوں کا سلسلہ جو چلا بس آج تک برابر چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور رحم کرے! ہر سال برسات کا موسم اس مصیبت کو اپنے ساتھ لاتا ہے اور کچھ عرصہ سے تو اس موسم میں سیلابوں کے ذریعہ تباہی بھی معمول بن چکی ہے۔ مگر اب کے موسم برسات میں جو سیلاب آیا وہ اپنی وسعت اور پھیلاؤ کے لحاظ سے غالباً سابقہ ریکارڈ توڑ چکا ہے۔ اس کا دائرہ اگر جنوب میں وسیع ہوا تو مشرق و مغرب کی ریاستوں کو بھی نہ چھوڑا۔ ہر جگہ دریاؤں اور ندیوں میں وہ طغیانی آئی کہ میلوں میل علاقے زیرِ آب ہو کر لاکھوں افراد کو بے خانماں بنا دیا فصلوں کو تباہ کیا بستیوں کو ویران کر دیا۔ ذرا اس مہینہ کے ابتدائی چند روز کی سیلاب سے متعلقہ ہولناک خبروں پر نگاہ کیجئے (یہ خبریں مختصر طور پر دوسری جگہ "پنجابی نزنگ" میں درج کی گئی ہیں)

ان سب خبروں پر یکجائی نظر کرنے کے بعد ظاہری نقطۂ نگاہ سے جو بات واضح طور پر سامنے آئی ہے وہ یہی ہے کہ جب سے دریاؤں پر بند ھ باندھے گئے ہیں۔ سیلابوں کی شدت بہت بڑھ گئی ہے۔ ان بندھوں سے پہلے برسات کا پانی قدرتی رفتار کے ساتھ دور دور تک پھیل جایا کرتا تھا۔ اور یہ پھیلاؤ اس میں زور پیدا نہ ہونے دیتا تھا۔ لیکن جب سے بندھ باندھے گئے ہیں پانی کا زور بڑھ گیا ہے۔ اور جب کوئی بندھ ٹوٹتا ہے تو وہ سیلاب بن کر کسی ایک رخ کو منتخب کر لیتا ہے اور جہاں جاتا ہے سب کو تباہ کر دیتا ہے۔ جہاں دریاؤں پر بندھ باندھنے سے زراعت کو فائدہ ہوا ہے وہاں اس کا بڑا نقصان یہ نکلا ہے کہ سیلاب کی شدت بڑے بڑے شہروں کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس کی تلافی میں ایک طویل عرصہ لگ جاتا ہے۔

سیلابوں کی کثرت کے حقیقی موجبات محض ظاہری اسباب ہی نہیں بلکہ کچھ اور بھی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ انہی کی طرف توجہ نہ دینے یا اُن سے لاپرواہی کے سبب ہر سال تنبیہ اور الارم کے طور پر یہ ہولناک تباہیاں منصۂ شہود پر آتی ہوں۔ ... مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اس نکتہ کا ذکر اپنے ایک تازہ نوٹ بعنوان "ایک مستقل سالانہ عذاب" میں کیا ہے لکھتے ہیں:۔

۹ جولائی کے انگریزی روزنامہ کی سرخیاں:۔
"جنوبی ہند میں قیامت خیز تباہی"۔
"کاویری کولیرون بھوانی ندیوں میں ہولناک طغیانی"۔
"پل بہہ گئے" "بند ٹوٹ گئے" "صدہا گاؤں برباد"۔ "۲۰ ہزار کچے مکان گر گئے"۔ "۵۰ ہزار ایکڑ دھان کی فصل کی بربادی"۔ "۲ لاکھ آدمی صرف علاقہ مدراس میں بے خانماں۔ کیرالا اور میسور کی مصیبت ناقابل بیان"۔ غرق و ہلاک ہونے والوں کی روز افزوں تعداد"۔

لیکن ان سالانہ حشر انگیز طغیانیوں اور ہلاکت خیز سیلابوں میں اب قدرت کا پہلو کون سا [illegible] ہے؟ گومتی کی جان لیوا بہیا [illegible] ابھی کتنی دیر گذری ہے؟ پھر پچھلے سال اڑیسہ، بہار اور آسام پر کیا گذری تھی اور اس سے ایک سال قبل بنگال اور کشمیر پر؟ ابکی بار کیرالا میسور مدراس کی ہے ــــ انجینیری کے کمالات کی بس یہی بساط ہے! ادھر برسات شروع ہوتی نہیں کہ ادھر خبروں پر خبریں آنے لگیں کہ فلاں پل بہہ گیا فلاں بند ٹوٹ گیا۔ ٹرینوں کی آمد و رفت رک گئی۔ مکان پر مکان گرنے لگے گاؤں کے گاؤں صاف ہو گئے۔ اور اب مصیبت زدوں کی امداد کے لئے چندے ہو رہے ہیں یا امدادی ناچ پارٹیاں اور سینما شو ہو رہے ہیں! برسات آخر ہمیشہ ہی آتی تھی اور کبھی سیلاب بھی آجاتے تھے۔ لیکن اتنا کہا بہتات کہ برسات ہی کی طرح سیلابی ہلاکت خیزیاں بھی معمول میں داخل ہو بیٹھیں کچھ خاص اسی دور کا ہے۔ کیا اس مستقل عذاب میں دخل اور بڑا دخل ہمارے ٹھیکیداروں، مستریوں اور اوورسیروں انجینیروں کی غفلت، زمین ناشناسی بددیانتی کا یا ایک معنی میں خود فراموشی کو نہیں!" (صدق جدید ۲۱ جولائی ۱۹۶۱ء)

تبصرہ میں جن باتوں کا تجزیہ کیا گیا ہے واقعی قابل غور ہیں۔ ایک طرف ملک ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ کئی قسم کے ترقیاتی منصوبے زیر تکمیل ہیں جن کی آخری منزل اہلِ وطن کی خوشحالی اور اُن کے لئے سہولیات کے سامان بہم پہنچانا ہے لیکن اگر کیفیت یہی رہی کہ جس قدر سعی اور کوشش سے آگے قدم بڑھا ان سالانہ تباہیوں سے نقصانات زیادہ ہو گئے تو مجموعی طور پر حساب خسارے میں رہا۔

ــــ ان منصوبہ بندیوں میں سیلابوں پر کنٹرول کے منصوبے بھی یقیناً زیر غور ہوں گے مگر سیلابوں کے سامنے ہر سال ہی یہ منصوبے خس و خاشاک بن کر بہہ جاتے ہیں۔ یہ بات زیادہ سنجیدگی سے غور کے قابل ہے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ اوّل تو ان منصوبہ بندیوں میں ہی نقص ہیں۔ اس صورت میں ان نقائص کو دُور کیا جانا ضروری ہے۔ مثلاً یہ صورت کہ کسی جگہ ذخیرۂ آب تیار کرنے کے لئے جو بند لگائے جاتے ہیں اُن میں استعمال ہونے والا مسالہ صحیح مقدار اور سلیقہ سے استعمال میں نہیں لایا جاتا جس کا نتیجہ بند کی بنیادی کمزوری کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور پانی کے زور کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ یا بند کے نتیجہ میں جو پانی کا رُکاؤ پیدا ہوتا ہے اور اس کا قدرتی نکاس رک جاتا ہے۔ اُس کا حل منصوبہ کے ساتھ ہی کیا جانا ضروری ہے۔ مگر مقتدر بازوں کی نظروں سے پیش آمدہ خوفناک تباہیاں یکسر اوجھل ہو گئیں اور اب تجربہ ہوا کہ وہی ترقیاتی پلان ایک وسیع رقبہ کی تباہی و بربادی کا باعث بن گئے ان پراجیکٹوں کی مرمت اور درستی پر جو خرچ اُٹھے گا وہ اس سے سوا ہوگا۔

ان ظاہری اسباب کے ساتھ ایک بڑا روحانی سبب بھی ہے۔ یہ ملک جو اپنی پرانی تاریخ کے لحاظ سے مذہب کا گہوارہ سمجھا گیا۔ اب مغرب کی نئی روشنی سے مذہب کو تیزی سے خیرباد کہہ رہا ہے اخلاقی اور روحانی قدریں کم ہو رہی ہیں۔ اگرچہ مغربی اقوام سے سیاسی آزادی حاصل کر لی اور وہ بوریا بستر باندھ اپنے ملک کو سدھار چکے مگر ہندوستانی ہیں کہ مغربیت کے دلدادہ اور انکی تہذیب پر فریفتہ ہوئے جاتے ہیں۔ جوں جوں ملک ترقی کر رہا ہے انسانیت کی اعلےٰ قدریں معدوم ہو رہی ہیں ایمانداری اور سلیقہ شعاری قصہ ماضی بن رہا ہے۔ حال ہی میں کسی نے کرپشن کے سلسلہ میں کیا ہی خوب کہا تھا کہ آج سے ۲۰-۲۵ برس پہلے رشوت لینے اور دینے والے کی ضمیر اُسے ملامت کیا کرتی تھی اور اُس کا ملنا اس قدر ناقابل جواب ہے۔ لیا اوقات ایک غریب آدمی کی درد بھری کہانی سن کر بیوہ کی خستہ حالی دیکھ کر دل پسیج جاتا اور بغیر کچھ لینے کے اُس کا کام ہو جاتا۔ مگر اب یہ سب احساس ختم ہو چکے۔ اب تو مٹھی گرم ہونی چاہیئے۔ کیا یہ حالت کچھ کم فکر انگیز ہے؟

اسی طرح یہ جو مولانا نے اپنے نوٹ میں اشارہ کیا کہ اب سیلاب زدگان کی امداد کے لئے کلچر اور فلم ستاروں کے ذریعہ فنڈ اکٹھے کئے جائیں گے یہ بھی تو اسی دور کی پیداوار ہے۔ حالانکہ روحانی نقطۂ نگاہ سے یہ جدت ہی تو کئی قسم کے جدید گناہوں اور بداخلاقیوں کو لانے کا موجب ہوئی۔ اور شاید اسی کی طرف زیادہ انہماک اور توجہ سیلاب کی شکل میں آنے والے عذاب الٰہی کو دعوت دینے کا باعث بن رہی ہے!! پس ضرورت ہے اس امر کی کہ ان باتوں پر بھی سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ اور اخلاقی قدروں کی بحالی اور اُن میں اصلاح کی طرف توجہ دی جائے۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر ہمارے اہلِ وطن اپنی اس فروگذاشت پر دھیان دیں تو آئے دن رونما ہونے والے قدرتی آفات و مصائب سے بھی محفوظ رہیں گے اور اُن کے ترقیاتی منصوبے بھی ملک کی ترقی اور سربلندی میں زیادہ کامیاب ثابت ہوں گے سو اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

درویشانہ باتیں

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ):

دو بجے ڈھائی بجے کچھ دیر سو جانے کے بعد
کروٹیں لے کر تھوڑی دیر ستانے کے بعد

اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں بہرِ ذکر ربی عاجلاً
لب پہ جاری مَا خَلَقْتَ الْخَلْقَ هٰذَا بَاطِلًا

پھر وضو کر کے میں پڑھتا ہوں تہجد کی نماز
اپنے مولیٰ سے مناجی اور کچھ راز و نیاز

ورتّل القرآن ترتیلاً پہ کرتا ہوں عمل
یاد ہے اچھی طرح سبّح بحمدك بے خلل

خیط ابیض خیط اسود سے جدا ہوتا ہے جب
تو صلٰوۃ الفجر۔ قرآن کی تلاوت ذکر رب

دن کے چڑھنے تک یہ اپنا شغل ہے پھر کار و بار
یوں گذرتے جا رہے اکمل مرے لیل و نہار

خطبہ جمعہ

تسبیح الٰہی مصائب و مشکلات سے نجات پانے کا گُر ہے

مگر

اس گُر سے وہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو زندہ خدا پر اور زندہ مذہب پر یقین رکھتا ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹ جون ۱۹۶۱ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں اختصار کے ساتھ

قرآن کریم کی ایک تحریک

کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو مصائب اور مشکلات کے وقت انسان کو نجات اور کامیابی کا رستہ دکھاتی ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس پر رنج اور راحت کے زمانے نہ آتے ہوں۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس پر رنج کا زمانہ نہیں آتا۔ یا وہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی غمگین ایسا بھی ہے جس پر خوشی کا زمانہ نہیں آئے گا۔ تو وہ احمقوں کی جنت میں بسنے والا انسان ہے۔ وہ حقائق سے واقف نہیں۔ اسی طرح جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی قوم ایسی بھی گذری ہے جس پر رنج کا زمانہ نہیں آیا۔ یا کوئی قوم ایسی بھی گذر چکی ہے جس پر خوشی کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ تو وہ بھی جہالت کی ظلمتوں میں مبتلا ہے اور

حقائق کی وادیوں میں

چلنے کا اسے موقعہ نہیں ملا۔ غرض قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں پر بھی خوشی کا دور آتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر انسان پر خواہ وہ کافر ہو یا مومن خوشی اور راحت کی گھڑیاں بھی آتی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی انسان کسی ایسی چیز پر تسلی پا سکے جو غیر طبعی ہے۔ جائز خوشی بھی ایک طبعی چیز ہے اور جائز غم بھی ایک طبعی چیز ہے۔ لیکن بعض اوقات جائز غم بھی غیر طبعی بن جاتا ہے۔ اور جائز خوشی بھی غیر طبعی بن جاتی ہے جب کسی دوسرے شخص کو رنج پہنچتا ہے تو جائز خوشی بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو یہ بات اُس کے لئے جائز خوشی کی ہے لیکن فرض کرو۔ وہ ایک دوست کے ساتھ باتیں کر رہا تھا کہ ایک پیغامبر نے اسے یہ خبر دی کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ تمہیں مبارک ہو۔ مگر وہ دوست جس کے ساتھ وہ باتیں کر رہا ہے اسے یہ پیغام ملتا ہے کہ اس کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ اب جہاں تک خوشی کی بات ہے۔ وہ ایک طبعی چیز ہے لیکن اس موقع پر اس شخص کا خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ بے شک خوشی طبعی چیز ہے لیکن اس وقت اس کا اظہار اور اسے اپنے نفس پر غالب آنے دینا ناجائز ہوگا کیونکہ جب اسے خوشی کی خبر پہنچی تو دوسرے کو رنج پہنچانے والا پیغام ملا۔ اور اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی خوشی کو دبا لے۔ بلکہ اگر اسے اپنے دوست کے ساتھ کامل محبت ہے تو اس کے غم سے اس کی خوشی دب جانی چاہیئے

ان غیر طبعی باتوں کا علاج

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ جب کسی گھر پر کسی خاندان پر، کسی قوم یا ملک پر مصائب آتے ہیں تو سب سے پہلی چیز جسے مدنظر رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ انہیں تسبیح سے کام لینا چاہیئے۔ تسبیح کیا ہوتی ہے۔ تسبیح اللہ تعالےٰ کے تمام عیوب سے پاک ہونے کا اقرار ہے۔ جب کسی انسان کو غم پہنچتا ہے تو وہ سب سے پہلے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ غم میرے ساتھ مخصوص ہیں خدا تعالےٰ ان سے پاک ہے گویا وہ نقائص اور کمزوری کو پورے طور پر اپنے اردگرد لے لیتا ہے اگر وہ تسبیح نہ کرے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالےٰ کو تمام نقائص اور کمزوریوں سے منزہ قرار دینے کی طرف اسے توجہ نہیں لیکن جب وہ کہتا ہے سبحان اللہ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ سب عیوب نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے گویا وہ سبحان اللہ کہہ کر عیوب اور نقائص سے خدا تعالےٰ کو پاک قرار دے لیتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ فسبح بحمد ربک۔ خدا تعالےٰ کو صرف عیوب اور نقائص سے پاک قرار دینا نہ چاہئیے بلکہ ساتھ ہی اقرار بھی کرو کہ ہر قسم کی نیکیاں۔ ہر قسم کی خوبیاں اور ہر قسم کی اچھائیاں خدا تعالےٰ نے ہی پیدا کی ہیں۔ گویا پہلے تو اس نے خدا تعالےٰ سے ایک چیز کو سلب کیا تھا مگر دوسرے نقطہ میں اس نے ایک بات خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کی اور وہ یہ ہے کہ وہ سب خوبیوں سب نیکیوں اور سب اچھائیوں کا مالک ہے۔ اور اس میں یہ بھی خالی ہے کہ وہ کسی غمزدہ اور مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ گویا انسان خدا تعالےٰ کو پہلے تو تمام عیوب اور نقائص سے مبرا اور منزہ قرار دے اور دوسرے قدم پر اس کی تعریف کرے۔ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ مصیبت زدہ کی مدد کرتا ہے اور سب خوبیاں اسی کی طرف سے آتی ہیں۔ گویا دوسرا فائدہ اس کے یہ معنے ہوں گے کہ میں بھی اسی کی مدد کا محتاج ہوں گویا

خدا تعالےٰ کی تسبیح

کر کے اس نے ہر قسم کے عیب اور نقص کو دور کر دیا۔ اور پھر اس کی تعریف کر کے اس کے فضل کو بھی طلب کر لیا۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واستغفرہ۔ اللہ تعالےٰ کی مدد تو آتی ہے۔ لیکن اگر تم ایک بند گھڑے پر پانی ڈالتے ہو تو وہ پانی گھڑے کے اندر نہیں جاتا بلکہ گھڑے پر سے نیچے گر جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی مدد کسی انسان کے کام نہیں آتی۔ جب تک وہ اپنے آپ کو اس کا مستحق نہیں بنا لیتا۔ جب تک اس کے گھڑے کا منہ کھلا نہ ہو۔ تا خدا تعالےٰ کی رحمت کا پانی اس میں پڑ سکے۔ اگر خدا تعالےٰ کی رحمت کا پانی اس کے گھڑے میں نہیں پڑتا تو وہ خدا تعالےٰ کی مدد سے محروم ہو جائے گا۔ اسی لئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے خدا تعالےٰ سے اس کی رحمت طلب کی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی طلب کرو کہ وہ خطائیں جو خدا تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرنے سے روکتی ہیں معاف ہو جائیں۔ تا خدا تعالےٰ جب اپنا فضل اور رحمت نازل کرے تو اس کا برتن کھلا ہو۔ تا خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت کا پانی اس کے اندر داخل ہو جائے۔

پھر انسان کے اندر

ایک وسوسہ

پیدا ہو جاتا ہے اور یہی وسوسہ انسان کو بولا اور خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے سے محروم رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کہاں اور ہم کہاں۔ ہمارا خدا تعالےٰ سے کیا نسبت۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ چنانچہ ایک ... یافتہ گروہ کہتا ہے کہ بیشک خدا ہے۔ لیکن اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ہمارے سب کاموں میں دخل دے۔ یہی وسوسہ ہے جو اس گروہ کو خدا تعالےٰ کے فضلوں سے محروم کر دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے: "انہ کان توابا۔" یہ مت خیال کرو کہ خدا تعالےٰ کہاں اور ہم کہاں۔ وہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اور ہم ایک چھوٹے سے براعظم کے ایک چھوٹے سے ملک اور پھر ایک چھوٹے سے گاؤں کے حقیر آدمی۔ ... اور اس کی کیا نسبت۔ ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انہ کان توابا۔ تمہارا اس سے یہ واسطہ ہے کہ تم اس کی طرف ایک دفعہ جاؤ۔ تو وہ تمہاری طرف دس دفعہ آتا ہے۔

تواب کے معنے

ہیں بار بار آنے والا۔ گویا اگر تم خدا تعالےٰ کی طرف ایک دفعہ متوجہ ہوتے ہو۔ تو وہ تمہاری طرف دس دفعہ بیس دفعہ سو دفعہ بلکہ ہزار دفعہ آتا ہے۔ تم اس کی رحمت اور فضل سے مایوس نہ ہو۔ بلکہ اسے جذب کرنے کے لئے سب ذرائع استعمال کرو۔ یہ مت کہو کہ خدا تعالےٰ کو ہم سے کیا نسبت وہ بلند و ارفع شان والی ہستی ہے۔ اور ہم حقیر انسان۔ ہم ایک ذرہ کو پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ ریت کا ایک ذرہ بھی ہمارے اندر جا کر اپنڈے سائیٹس پیدا کر دیتا ہے۔ ہم اس کا علاج نہیں جانتے۔ بلکہ بعض دفعہ ہمارے ڈاکٹر بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ پس وہ خدا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ جس نے دبیع جوّ اور دوسری سب چیزوں کو پیدا کیا۔ ہمیں اس سے کیا نسبت۔ اگر ہم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ یا ہماری بیوی بچوں ماں باپ بہن بھائیوں اور دوستوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا ہماری

تجارت میں گھاٹا

پڑتا ہے تو ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ فرمایا تم اس طرح نہ کرنا کیونکہ تمہارا خدا تعالےٰ کے ساتھ اتنا واسطہ نہیں جتنا واسطہ اس کا تمہارے ساتھ ہے۔ تم اگر اس کی طرف ایک دفعہ توجہ کرتے ہو۔ تو وہ تمہاری طرف سو دفعہ توجہ کرتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم اس کی طرف توجہ کرنا جانتے نہیں۔ تم اس کی تسبیح کرو۔ تحمید کرو۔ استغفار کرو۔ تمہارے ... دفعہ توجہ کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ ... تمہاری طرف دس بیس دفعہ سو دفعہ بلکہ ایک ہزار دفعہ توجہ کرے گا۔

غرض خدا تعالیٰ نے سنے

مصائب سے بچنے کا یہ گُر

بتایا ہے۔ لیکن اس سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ جو زندہ خدا پر یقین رکھتا ہے۔ جو روحانیت پر یقین رکھتا ہے۔ پھر وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور انسان کے درمیان تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو زندہ خدا اور زندہ مذہب پر یقین نہیں رکھتے جو تمام دنیا کی پیدائش کو اتفاقی حادثات کا نتیجہ خیال کرتے ہیں جو اپنے نفس کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کو ہیچ اور محض اوہام سمجھتے ہیں۔ وہ اس گُر سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ لیکن مومن اور بھی ہوشیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ اس کے پاس وہ زبردست روحانی ہتھیار ہے۔ جو دوسروں کے پاس نہیں۔ دوسرے وہ ہتھیار تیار نہیں کر سکتے۔ وہ اس ہتھیار کی قدر نہیں جانتے۔ صرف یہی اس کی قدر جانتا ہے۔ اور جس شخص کے پاس ایسا کارگر ہتھیار ہو۔ جو دوسروں کے پاس نہ ہو۔ اس کی فتح میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ (الفضل ۲۶/۷/۶۱)

(بقیہ کالم عـ۴)

۳۔ سوم آنے والے کو۔ چھ ماہ کے لئے الفرقان

چنانچہ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں ان انعامات کا اعلان بھی فرمایا۔ محترم مولانا موصوف کی یہ پیشکش ہمارے مقررین کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوئی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار
فیض احمد گجراتی سیکرٹری بزم حسن بیان

انتقالِ پُر ملال

افسوس کہ محترم میاں نور الحق صاحب جو اسلامی ہائی سکول ... ایک امیر جماعت ... سے کچھ عرصہ بعد ... ہے جوانی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک جوشیلے احمدی تھے قریب زمانہ میں سلسلہ میں داخل ہو کر انہوں نے اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی تھی۔ مرحوم محنت کار اور پرجوش کانگرس ممبر ہونے کی وجہ سے بھی کافی اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ اور بڑی نوسیور کے مالک تھے۔ ان کے غیر احمدی رشتہ دار جنازہ کے ساتھ قبرستان گئے تھے۔ اور بوقت شام انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ وہ اپنے پیچھے اپنی بیوہ۔ دو لڑکے اور ہم شادی شدہ لڑکیاں اور ڈھائی سے زیادہ چھوڑ گئے ہیں۔ صرف انکی بیوی اور بڑی لڑکی احمدی ہیں۔ اور باقی لڑکے اور لڑکیاں ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ خدا انکے جملہ

بزم حسن بیان کے زیرِ اہتمام
قادیان میں دوسرا تقریری مقابلہ

قادیان ۳۰ر جولائی۔ کل بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں بزم حسن بیان کے زیر اہتمام دوسرا تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے صدارت کے فرائض سر انجام دیئے جبکہ سات مقررین نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ اوّل دوم سوم آنے والوں کے لئے مجلس کی طرف سے مقررہ انعامات کے علاوہ انفرادی طور پر بعض دوستوں نے دیگر مقررین کو بھی خصوصی انعامات دیئے۔ مجلس مقابلہ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد نماز عشاء، مسجد مبارک میں شروع ہوئی مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری اور مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی نے منصفی کے فرائض سر انجام دیئے۔ پہلے نمبر پر صدر صاحب نے عزیز رفیق احمد متعلم جماعت اول مدرسہ احمدیہ کو تقریر کے لئے بلایا۔ عزیز نے اپنی تقریر کے لئے جنگ احد کے واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اہم ترین واقعہ قرار دیتے ہوئے اس جنگ کی تفصیلات بیان کیں۔ اور اپنے علم کے مطابق عزیز نے واقعات پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر عزیز مظفر احمد ابن محترم حکیم خلیل احمد صاحب کی تھی۔ عزیز موصوف نے ایک برجستہ عالمانہ تقریر جو خوب یاد کی ہوئی تھی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم کارنامہ کو بیان کیا جو دنیا میں توحید الٰہی کے قیام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ دورانِ تقریر میں مناسب موقع پر اردو و فارسی اشعار بھی استشہاد کے لئے پیش کئے۔ اور آخر میں اپنے والد بزرگوار کے اشعار بھی موضوع کے مناسب حال پڑھ کر سنائے۔ تقریر کا پہلا موقعہ ہونے کے باعث عزیز کی یہ تقریر پسند کی گئی۔

تیسرے نمبر پر گیانی عبد اللطیف صاحب نے اسی موضوع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اہم ترین واقعہ پر تقریر کرتے ہوئے واقعہ ہجرت میں سے صرف سراقہ بن مالکؓ کا آپؐ کے تعاقب میں نکلنا اور بار بار ان کے گھوڑے کے پاؤں کا ریت میں دھنسنا اور بالآخر حضورؐ سے امان کا پروانہ لکھانے کا واقعہ پنجابی زبان میں مؤثر طور پر پیش کیا۔

چوتھے نمبر پر عزیز مولوی بشیر الدین صاحب سوگنگروی متعلم مولوی فاضل کلاس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسریٰ شاہ ایران کو تبلیغی خط بھیجے اور اُس کا اس سے چاک کر دینے اور حضور کی گرفتاری کے لئے آدمیوں کا بھیجنا اور بالآخر حضورؐ کی دعا سے کسریٰ کا اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہونے کا واقعہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اصحابات کو ثابت کیا کہ حضورؐ کی زندگی میں اس واقعہ کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عزیز مذکور نے اپنی تقریر بڑی خوبی سے بیان کی اور اُن تفصیلات کو عمدگی سے ذکر کیا جو اس سے متعلق تھیں۔ پانچویں نمبر پر مولوی محمد صادق صاحب عارف نے فتح مکہ کے واقعہ کے اُس حصہ کو پیش کیا جس میں حضور نے اُن سب جنگی مجرموں کو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر بالکل معاف کر دیا جو نہ صرف تیرہ سال لگاتار آپ کو مکہ معظمہ میں سخت اذیتیں پہنچاتے رہے اور بالآخر انہیں کی ایذا رسانی سے آپ کو ترک وطن کرنا پڑا۔ مگر ان لوگوں نے وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بلکہ بار بار اُس اکیلے شہر میں حملہ آور ہو کر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا امن برباد کیا۔ بالآخر جب حد درجہ مغلوب ہوئے تو معافی مانگی جسے رحم مجسم نے قبول فرمایا۔ ایسا نمونہ کسی بھی مقتدر ہستی کی زندگی میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔

چھٹے نمبر پر قاضی عطاء الرحمن صاحب عباسی نے مقابلہ کے دوسرے موضوع "حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تعلیم کا دلکش ترین حصہ" پر تقریر کرتے ہوئے پہلے اُس پس منظر کو بیان کیا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے قبل یہودی قوم میں ہر شعبۂ زندگی میں سخت روی اور بد اخلاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ وہ تعلیم جو وقتی طور پر یہود کو اُس وقت دی گئی جبکہ ایک لمبا عرصہ فرعون کے زیر نگین رہنے کے باعث اُن میں غلامانہ ذہنیت گھر کر چکی تھی۔ مگر زمانہ کے گزر جانے پر یہ قوم بڑی سخت دل ہو گئی اور ضرورت تھی کہ اُن کو اعتدال میں لانے کے لئے ایسی تعلیم پیش کی جائے جو نرمی کا پہلو رکھتی ہو چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو تعلیم دی گئی وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے بڑی ہی دلکش اور اہم تھی۔ اور تقاضۂ وقت کے عین مطابق تھی۔ عباسی صاحب نے انجیل سے اس حصۂ تعلیم پڑھ کر سنایا اور اُس کی کسی قدر تشریح بھی کی۔

ساتویں نمبر پر عزیز بشیر احمد طاہر متعلم جماعت دوم مدرسہ احمدیہ نے مقابلہ کے تیسرے موضوع پر "حضرت کرشن علیہ السلام کے ذریعہ انقلاب کا بہترین نمونہ" پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت کرشن جو آج سے ہزاروں ہزار سال قبل بھارت ورش میں گزرے ہوں نے نازش کرنے اور دکھی جنتا کو طرح طرح کی مصیبتوں سے چھٹکارا دلانے کیلئے آئے آپ سے قبل بھارت کے شمال جنوب مشرق مغرب میں گنسا ہوں اور اتیاچار کا بازار گرم تھا آپ نے بڑی کوشش اور جوانمردی سے ان سب حالات کا مقابلہ کیا اور مظلوموں کو ظالموں کے پنجوں سے نجات دی۔ اس سلسلہ میں آپ کو اپنے مخالفین سے میدانِ جنگ میں بھی اُترنا پڑا۔ بالآخر آپ کے ذریعہ بھارت کی سرزمین پر ایک بڑا انقلاب برپا ہوا جسے کسی صورت میں بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اس عظیم کارنامہ کے نتیجہ میں حضرت کرشن کی شخصیت کی قدر منزلت ہر سمجھدار آدمی کی نگاہ میں بڑھ جاتی ہے اپنی تقریر کے اختتام پر عزیز مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سے حضرت کرشن کی شان میں حوالہ پیش کیا۔

تقریروں کے اختتام پر جج صاحبان نے اپنا فیصلہ سنایا۔ جس کی رو سے مولوی بشیر الدین سوگنگروی اوّل۔ بشیر احمد طاہر دوم اور گیانی عبد اللطیف سوم قرار پائے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے ان تینوں کو اپنے ہاتھ سے مجلس کی طرف سے مقررہ انعامات دیئے۔ علاوہ ازیں بعض احباب کی طرف سے انفرادی طور پر خصوصی انعامات بھی دیئے گئے۔ اوّل دوم سوم آنے والوں کے علاوہ عزیز مظفر احمد کو بھی ان کی عمدہ تقریر پر حوصلہ افزائی کے طور پر بعض دوستوں نے انعامات پیش کئے۔ اور محترم مولانا صاحب نے اپنے ہاتھ سے عطا فرمائے۔

اس طرح آج کے تقریری مقابلہ کی یہ مجلس ۱/۲ ۱۰ بجے شب بعد دعا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس مقابلہ کے لئے محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے گذشتہ مقابلہ کے روز یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ اپنی طرف سے بھی مندرجہ ذیل انعامات مقررین کو دیں گے۔

۱۔ اوّل آنے والے کو۔ ایک سال کے لئے الفرقان مفت اور دو روپیہ نقد

۲۔ دوم " " ایک سال کیلئے الفرقان

(بقیہ کالم عـ۱ پر)

ایک دلچسپ موازنہ

ختمِ نبوّت کے متعلق تینؔ زاویہ ہائے نگاہ

عوامؔ غیر احمدیوں کا خیال ۔ بابیّوں بہائیوں کا زعم اور جماعتؔ احمدیہ کا عقیدہ

(از محترم مولانا ابو العطا صاحب فاضل ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

قرآن مجید کی نص صریح میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا جا چکا ہے۔ قرآن مجید کو الہامی کلام ماننے والے سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ قرآن مجید کے ماننے کے مدعی لوگوں نے مسئلہ ختم نبوت کو تین مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے مانا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ ہر سہ زاویہ ہائے نگاہ ہر فریق کے اس عقیدہ کے مطابق ہیں جو قرآن مجید کی آیات کے منسوخ ٹھہرانے کے بارے میں رکھتا ہے۔ النسخ فی القرآن کے متعلق تین نظریئے ہیں۔

اوّل۔ عوام غیر احمدی علماء قرآن مجید کی آیات کو جزوی طور پر منسوخ مانتے ہیں ان میں سے بعض پانصد آیات کو بعض اڑھائی صد آیات کو منسوخ کہتے ہیں۔ متقدمین سے کم سے کم منسوخ آیات ماننے والے حضرت امام سیوطی ہیں ان کے نزدیک بیس آیات منسوخ ہیں اور متاخرین میں سے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے سب سے زیادہ تحقیق فرمائی تھی ان کے نزدیک صرف پانچ آیات منسوخ ہیں (تفسیر الفوز الکبیر) بہرحال غیر احمدیوں کے نزدیک جزوی طور پر آیات قرآنیہ میں نسخ موجود ہے۔

دوئم۔ بابیوں اور بہائیوں کا یہ زعم ہے کہ (معاذ اللہ) قرآنی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور اب اس کے ذریعہ سے انسان کو نجات نہیں مل سکتی۔ اب قرآن مجید کی بجائے البیان یا الاقدس نامی شریعت کی کتابیں ہیں جو بابیت اور بہائیت کے بانیوں نے لکھی ہیں۔ گویا بابی اور بہائی قرآن مجید کو کلی طور پر منسوخ ٹھہراتے ہیں۔

سوئم۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید دائمی اور ہمہ گیر شریعت ہے اس کا کوئی حکم بدل نہیں سکتا۔ اس کی کوئی آیت اور اس کا کوئی لفظ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کسی ایک حکم کے اندر تبدیلی ۔۔۔ کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور کافر اور ملحد ہے۔"

(ازالہ اوہام تقطیع کلاں صفحہ ۱۹۱)

قارئین کرام! جس طرح قرآن مجید میں نسخ کے بارے میں یہ تین اختلافی نظریات ہیں۔ اسی طرح اور بالکل اسی نہج پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق بھی مندرجہ ذیل تین زاویہ ہائے نگاہ ہیں:-

(۱) عوام غیر احمدیوں کا خیال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور آپ کا زمانہ سب میں آخری ہے۔ اب آپ کی اُمت بھی فیوض نبوت سے محروم ہے اور باقی قوموں میں سے بھی کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ لیکن یہی لوگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں آپ کی اتباع سے غیر تشریعی نبوت کے بھی منکر ہیں عقیدہ رکھتے ہیں کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئیں گے۔ جناب سید سلیمان صاحب ندوی علامہ اقبال کے خطوط کے جواب میں لکھتے ہیں:-

(الف) "مجھے جہاں تک علم ہے نزول مسیح کا انکار کسی نے نہیں کیا۔"

(ب) "حجج الکرامہ فی آثار القیامۃ نواب صدیق حسن خاں کی کتاب ہے۔ حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی بصفت نبوت ہوگی یا بلا صفت نبوت۔ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے نواب صاحب کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ صفت نبوت ہوگی اس لئے وہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ ان کی آمد ثانی میں اس کی صفت نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ مرتکب طریق کفر ہیں بہرحال یہ رائے ہے۔"

(مجموعہ مکاتیب اقبال حاشیہ صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۱۰۶)

جناب مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مفتی نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ:-

"جو شخص حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرے وہ کافر ہے یہی حکم بعد نزول بھی رہے گا اور ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہوگا۔"

(فتویٰ نمبر ۶۹ رجسٹر فتاوی نمبر الف)

گویا غیر احمدیوں کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا یہ مطلب ہے کہ امت میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہ ہو سکے گا اور ان میں سے کوئی غیر تشریعی نبوت کو بھی نہ پا سکے گا البتہ امت کو آخری زمانہ میں حضرت ابن مریم عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح سے حضرت عیسےٰ آخر الرسل قرار پائیں گے۔ (الیواقیت الجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲)

غیر احمدیوں کے خیال میں آنحضرت کی امت میں صالحیت، شہیدیت اور صدیقیت تک مل سکتی ہے۔ نبوت کی ضرورت پر اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی آئے گا۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے فیضان [illegible] اسی طرح امت کو [illegible] آیات قرآنیہ کو منسوخ ٹھہرایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت کو بعض برکات و فیوض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محروم قرار دیا۔

—— (۲) ——

(۲) اہل بہاء نے سارے قرآن مجید کو منسوخ ٹھہرایا تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ سید ولد آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان کلیۃً بند ہو گیا ہے۔ خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق ایک بہائی مبلغ لکھتے ہیں:

"اہل بہاء (دورِ) نبوت کو ختم جانتے ہیں امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں سمجھتے ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے اس لئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے اور ۔۔۔ دور نبوت کے ختم ہونے کا کھلا کھلا اعلان ہے اسی لئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔"

(رسالہ کوکب ہند جلد ۲ صفحہ ۲۹ ۲۴ جون ۱۹۲۸ء)

گویا بہائیوں کے نزدیک خاتم النبیین کا یہ مطلب ہوا کہ اب نبی نہ آئیں گے۔ البتہ نبوت سے آگے نئی شان (خدائی) کے حامل آیا کریں گے۔ ان کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دور ختم ہو گیا۔ یہ نظریہ نتیجہ ہے شریعت قرآنیہ کو منسوخ قرار دینے کا۔

—— (۳) ——

جماعت احمدیہ قرآن مجید میں جزوی یا کلی نسخ کی قائل نہیں۔ اس کے نزدیک قرآن مجید کی شریعت ابد الآباد تک کے لئے ہے اور خاتمیت محمدیہ کا دائرہ فیض رسانی بھی ہمیشہ کے لئے اور وسیع تر ہے۔ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:-

(الف) "ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

(ب) "اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

(ج) "عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا

ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں"

(کشتی نوح ص١٣)

پس چونکہ جماعت احمدیہ قرآن مجید کو منسوخ نہیں مانتی اسلئے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیوض کو بھی تا قیامت ادر کامل شکل میں جاری مانتی ہے۔ احمدیت کے اس عقیدہ کے رو سے عوام غیر احمدیوں کا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے جسمانی نزول کے لئے آسمان کی طرف نظریں جمائے رہنا بھی غلط ہے اور بہائیوں کا نئی شریعت کا دعوٰی بھی باطل اور بے بنیاد ہے۔ خاتمیت محمدیہ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ لوگوں پر نبیوں کے دروازے بند ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی آخری شریعت ٹھہرے۔ اور دوسرا تقاضا یہ ہے کہ تمام فیوض و برکات آپ کی پیروی سے وابستہ ہوں۔ جماعت احمدیہ ان دونوں تقاضوں کی قائل ہے۔

ہمارے بھائیو! تینوں نظریات آپ کے سامنے ہیں غور اور تدبر سے کام لے کر قیامت کی جوابدہی کو مدنظر رکھ کر حق کو قبول فرمائیں۔ اس جگہ مناسب ہے کہ ہم مولوی اختر علی خاں صاحب ایڈیٹر "زمیندار" اور ان کے ہم خیال لوگوں کے اس قسم کے مغالطہ کی حقیقت بھی واضح کریں۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ دین اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ اس لئے جو لوگ خاتم النبیین کی قرآنی اصطلاح میں تاویل و تحریف سے کام لے کر ایک نئے نبی کے لئے گنجائش ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ ان کو امت محمدیہ سے خارج کر دیا جائے تاکہ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ایران کے بہائیوں کی طرح پاکستان میں سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا جال نہ پھیلا سکیں"

(زمیندار ٣٠ جولائی ١٩٦١ء)

یہ تو درست ہے ... [illegible]

کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اور یہ بھی درست ہے۔ خاتم النبیین کے بارے میں تاویل و تحریف سے ہرگز کام نہ لینا چاہئے مگر سوال یہ ہے کہ "نئے نبی کے لئے گنجائش" نکالنا اگر "تاویل و تحریف" ہے۔ تو "پرانے نبی کے لئے گنجائش" پیدا کرنا کیوں تاویل و تحریف نہیں؟

مندرجہ بالا تینوں نقطہ ہائے نگاہ کی تشریح سے ظاہر ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں عوام غیر احمدیوں کا نظریہ بھی نادرست ہے اور بہائیوں کا خیال بھی غلط ہے۔ یہ دونوں نظریئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع کے منافی ہیں اس بارے میں اصل اور صحیح عقیدہ وہی ہے جو جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بھارت کے طول و عرض میں سیلابوں کی تباہ کاریاں

جولائی کے مہینہ میں بھارت کی آٹھ نو ریاستوں میں جو وسیع پیمانے پر سیلاب آیا جس کے نتیجہ میں ہزاروں لاکھوں افراد بے خانماں ہو گئے اور کئی دیہات بہہ گئے۔ شہروں کو نقصان پہنچا۔ کئی ایکڑ فصلیں بالکل تباہ ہو گئیں۔ اس کا مختصر حال ذیل کی چند خبروں سے ہوتا ہے جو ریکارڈ کیلئے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ شاید کوئی سعید روح ان پر نظر کر کے عبرت حاصل کرے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دے۔

مورخہ ۱۵ جولائی کی خبریں

ٹریونڈرم ٥ جولائی۔ جنوب کے تقریباً سبھی دریاؤں میں سیلاب آگیا ہے جس کے نتیجہ میں ایک وسیع علاقہ زیر آب ہو گیا ہے اور بیشتر جانی نقصان ہوا ہے۔ اب تک کیرالہ۔ مدراس۔ میسور کی ریاستوں میں ۲۸ افراد کی ہلاکت کی اطلاع ہے۔ بڑی تعداد میں لوگ زخمی اور بے گھر ہو گئے ہیں۔ جگہ جگہ بڑی اور چھوٹی سڑکوں پر آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔ صرف ترچور (کیرالہ) میں بے گھر ہونے والے افراد کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔" (الجمعیتہ دہلی ۷/۷/۶۱)

"پچھلے دنوں سے کیرالہ میں زبردست بارش ہو رہی ہے اور سیلاب آیا ہوا ہے۔ وزیر اعظم کیرالہ نے ایک بیان میں کہا کہ اتنا زبردست سیلاب کیرالا کی تاریخ میں کبھی نہیں آیا۔ تمام نشیبی علاقے پانی سے گھرے ہیں۔ خبر ہے کہ دریائے کاویری کے سیلاب سے پانچسو کے قریب دیہات زیر آب ہو گئے ہیں۔ مدراس کے تین اضلاع میں بھی زبردست سیلاب آگیا ہے جس سے مقامات پر ٹریفک میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔" (" ")

۷ جولائی ١٩٦١ء

دہلی ۷ جولائی۔ جنوبی ہند کے بعد مغربی ہند سے بارش کے باعث سیلاب کی بھاری اطلاعات آئی ہیں۔ راجستھان کے ضلع جیسلمیر میں بھاری بارش سے بہت سے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ جیسلمیر دیہات میں پانی بھر گیا ہے جگہ جگہ سڑکیں اور پل بہہ گئے ہیں۔ حکومت راجستھان نے ۵ لاکھ روپے کی امداد منظور کی ہے۔ (الجمعیتہ دہلی ۸/۷/۶۱)

۷ جولائی ١٩٦١ء زیر عنوان جنوبی

عبرت کا مرقع

سندھ کے دریاؤں میں مزید سیلاب نئے علاقوں میں پانی آگیا۔ "بنگلور شہر میسور کے بقیہ علاقوں سے کٹ گیا"

مدراس ۷ جولائی۔ وزیر اعلیٰ مسٹر پٹم تھانو پلے نے کل فضائیہ کے ایک ڈکوٹہ طیارے کے ذریعہ سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا کیرالا گورنمنٹ کی تقریباً تمام مشینری اس وقت سیلاب سے متعلق کاموں میں مصروف ہے۔ تباہی کی ہولناک اور تکلیف دہ خبریں مل رہی ہیں۔

نائب وزیر خوراک مسٹر تھامس نے بتایا کہ ارناکلم علاقہ میں ۳۷ ہزار خاندانوں یا ایک لاکھ کے قریب افراد کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا امدادی اخراجات کا پچاس فیصدی حصہ مرکزی حکومت برداشت کرے گی یہ رقم تقریباً دو کروڑ روپے ہو گی۔ مدراس سٹیٹ میں دریا کاویری کا پانی بھوانی شہر میں خطرہ کے نشان کو عبور کر گیا اور ایک فٹ نیچے ہے۔ خاص بازاروں میں پانی بہہ رہا ہے بنگلور میں بھی کاویری اور ادھر دریاؤں میں برابر پانی چڑھ رہا ہے شہر بنگلور تمام ریاست سے الگ تھلگ ہو گیا ہے۔ جنوبی ہند اور خاص طور پر کیرالہ کے علاقوں میں فصلیں اور تمام مکانات سیلاب سے بہہ گئے ہیں۔ ریاست کیرالا میں فوری امداد کیلئے ۲۰ لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی گئی ہے سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں اور پل بہہ گئے ہیں۔ (الجمعیتہ دہلی ۹/۷/۶۱)

۸ جولائی ١٩٦١ء

بھوبنیشور ۸ جولائی۔ اڑیسہ کے ساحلی اضلاع میں سیلاب سے نازک صورت حال پیدا ہو گئی ہے پانچسو مربع میل علاقہ جھیل چلکا بیت انی اور بریہمنی ندی کی طغیانی سے بھاری تباہی آئی ہے متاثرہ علاقہ میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا گیا ہے کٹک بالاسور کے اضلاع میں سیلاب سے خصوصاً زیادہ تباہی آئی ہے وسیع رقبہ سے تمام ٹریفک بند کر دیا گیا ہے۔ چیف منسٹر نے آج متاثرہ علاقوں پر ہوائی جہاز کے ذریعہ پرواز کی اور سیلاب کے نقصانات کا جائزہ لیا۔ (الجمعیتہ دہلی ۱۰/۷/۶۱)

۹ جولائی ١٩٦١ء

نئی دہلی ۹ جولائی۔ ادھر تو ہندوستان کی ریاستوں کیرالہ۔ مدراس۔ میسور۔ آسام۔ مدھیہ پردیش اور پنجاب میں سیلاب آیا ہوا ہے اور ادھر یوپی کے بعض اضلاع میں بارش نہ ہونے کے باعث خریف فصل کے بالکل تباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اگرچہ کیرالہ اور میسور میں سیلاب کا زور کم ہو گیا ہے سیلاب سے جو بھاری تباہی آئی ہے اس کی خبریں برابر مل رہی ہیں مدراس میں کاویری اور کورا میں سیلاب بڑھ رہا ہے۔ گرانڈ اینی کٹ کے قریب ایک بستی میں ایک ہزار گز مکانات پر پانی اگر گیا ہے مزید شمیلے ذریعہ کے ذریعہ لوگوں کو طلب کر لیا گیا ہے۔ شہر تروچی کے مغرب میں سیلون تک کے اور نواح پانی میں ڈوبے پڑے ہیں۔ بھوانی پور قصبہ کے اگرچہ پانی ۲ فٹ تک کم ہو گیا ہے لیکن بیرجو پانی بہت بھرا ہوا ہے بارہ سو کے قریب مکانات گر گئے ہیں دو ہزار آدمی پانی سے اس طرح گھرے ہوئے ہیں کہ انکے بچ نکلنے کی امید

صرف یہی ہے کہ فوج کی بڑی کشتیاں ان تک پہنچ کر انکو وہاں سے نکال لیں اور بچا لیں۔ طغیانی سے بچائیں دریا کا بہاؤ اتنا تیز ہے کہ معمولی کشتیاں ان تک نہیں جا سکتیں۔ خیال ہے کہ ۱۹۲۴ء کے بعد یہ اس بستی میں پہلی بار ایسا شدید سیلاب آرہا ہے۔

اڑیسہ میں خطرہ بدستور برقرار ہے ایک سو دیہات اب تک زیر آب ہیں تیس ہزار انسان بے گھر ہو گئے ہیں۔

آسام۔ آسام کی پہاڑیوں پر طوفانی بارش کے باعث برہم پتر اور اس کی معاون ندیوں میں سیلاب آگیا ہے ڈبروگڑھ کے قریب ستی ندی خطرے کے نشان کو پار کر گئی ہے۔

مدھیہ پردیش۔ بھوپال سے موصولہ خبر میں بتایا گیا ہے کہ وہاں زبردست بارش ہوئی اسکے بعد نربدا میں پانی بہت بڑھ گیا جبل پور ناگپور جانیوالا رستہ بند ہو گیا ہے کیونکہ درمیان کا ایک پل زیر آب ہو گیا ہے۔

پنجاب۔ پنجاب کے ضلع انبالہ میں گھگر ندی میں طغیانی آنیکی اطلاع ملی ہے پانی کا بہاؤ روکنے کیلئے جو دو ٹھوکریں بنائی گئی تھیں وہ بہہ گئی ہیں۔ شملہ کالکا ریلوے لائن دو جگہ پہاڑیاں گرنے کے باعث بند ہو گئی (الجمعیتہ دہلی ۱۱/۷/۶۱)

۱۰ جولائی ١٩٦١ء

اڑیسہ میں سیلاب سے مقابلہ کیلئے فوجی جوانوں کی خدمات حاصل کر لی گئیں "سیلاب زدہ علاقوں میں ہوائی جہازوں سے سامان گرایا جا رہا ہے"

بھوبنیشور ۱۰ جولائی چیف منسٹر اڑیسہ مسٹر پٹنائک نے آج سہ پہر ریڈیو سے ایک نشری تقریر کی جس میں انہوں نے اڑیسہ کے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ آنیوالی مصیبت کا عزم اور حوصلہ سے مقابلہ کریں۔" (الجمعیتہ دہلی ۱۲/۷/۶۱)

۱۲ جولائی ١٩٦١ء

اڑیسہ کے بعد مہاراشٹر میں سیلاب۔ پونا شہر کے کئی محلے زیر آب "بمبئی سے پونا جانیوالی گاڑیاں بند۔ تار اور ٹیلیفون کا نظام درہم برہم ہے"

دلی میں جمنا کے سیلاب کا خطرہ بڑھ گیا سطح میں ۲ فٹ اضافہ ہوا" (الجمعیتہ دہلی ۱۳/۷/۶۱)

۱۳ جولائی ١٩٦١ء

"سیلاب کے باعث پونا کا شہر بالکل تباہ ہو گیا۔ کروڑہا روپے کی جائیداد برباد۔ درجنوں اشخاص ہلاک۔ پانی کے زور سے سینکڑوں مکانات تنکوں کی طرح بہہ گئے طغیانی اترنے کے بعد بھی تباہی و بربادی کے مناظر"

بمبئی ۱۳ جولائی چیف منسٹر مسٹر چوہان نے آج بتایا کہ پونا گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں تین بار سیلاب آئے اور پنشیت ڈیم و کھڑک واسلہ ڈیم کے گر جانے کے باعث کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ مذکورہ بالا دونوں بندوں کی تباہی سے نقصان کا اندازہ ۹ کروڑ روپے کا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ پنشیت ڈیم صبح ٹوٹ گیا اور کھڑک واسلہ ڈیم ۲ بجے دوپہر کو ٹوٹا اسکے پانی کا ایک عظیم ریلا سر میں کو تباہ کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا۔ اور پونا کے نصف شہر کو لپیٹ میں لے لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پونا کے بارونق بازار بھٹیاں سیلاب کی لپیٹ میں آگئیں جو کچھ پانی کے سامنے آیا پانی اسے بہا کر لے گیا بیشمار مکانات کو شدید نقصان پہنچا لوگ جان بچانے کیلئے اپنے مکانوں کی بلند ترین چھتوں پر چڑھ گئے ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا پانی جس تیزی سے آیا تھا اتنی تیزی سے اتر گیا اور ہر طرف تباہی کے آثار چھوڑ گیا۔ مکانوں سڑکوں اور باغات میں کئی کئی فٹ کیچڑ جم گئی تھی جس میں زنجیرہ گھر کا سامان بکھرا ہوا تھا۔ (الجمعیتہ دہلی ۱۵/۷/۶۱) (باقی صفحہ ...)

بمبئی میں ہمارے تبلیغی مشاغل

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

خدا کی بستی

اکثر شہر کے فٹ پاتھ پر بے فکرے لوگ ایسے ایسے موضوعوں سے دل بہلاتے ہیں جہاں تک کبھی ہماری عقل و فکر کی رسائی نہیں ہوتی۔ پھر وہ بڑے دلچسپ بھی ہوتے ہیں۔ اور روزانہ اپنی مجلس کے لئے نئے موضوع کی تلاش کرتے رہتے ہیں

ایک دن کی بات ہے کچھ لوگ فٹ پاتھ کے لیمپ کی روشنی میں ایک کتاب پڑھ رہے تھے۔ اس کا نام تھا "خدا کی بستی" یہ کتاب میں نے بھی پڑھی تھی اس میں جرائم کے طریقے اور جرائم پیشہ سوسائیٹیوں کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کا لکھنے والا یہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ خدا اور خدا کے ماننے والوں کی دنیا ایسی ہی ہوتی ہے

یہ لوگ صرف پڑھتے اور سنتے ہی نہ تھے۔ بلکہ اس پر رائے زنی بھی کرتے جاتے تھے۔ ایک نے کہا کہ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں اکثریت ہم جرائم پیشہ لوگوں ہی کی ہے۔ اس لئے یہاں راج ہم لوگوں ہی کا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جمہوریت میں راج اکثریت ہی کیا کرتی ہے۔ دوسرے بے فکروں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی

میں ان کی یہ باتیں اپنے کمپونڈ میں بیٹھا سن رہا تھا۔ بظاہر یہ بے فکروں کی بات تھی مگر حقیقت میں یہ انسانی تاریخ کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ دنیا میں اکثریت نیکوں کی رہتی ہے یا بدوں کی؟ اس مسئلہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقعاتی انداز میں بحث کی ہے۔ مجھے ان بے فکروں کی بات سن کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بات یاد آ رہی تھی۔

آخر میں نے ان میں سے ایک کو بلایا اتفاق سے یہ سارے مجھے پہچانتے تھے۔ بچے بعد دیگرے سبھی آ گئے۔ اور بات وہی چلی۔ ان لوگوں نے پھر وہی دعوے کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اچھا بمبئی میں تو ہر طرح کے جرائم پیشہ کے لوگ موجود ہیں۔ اور بڑی تعداد میں ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے۔ جدھر جا سیئے چور۔ جیب کترے۔ اچکے۔ سٹرک چھاپ عاشق اور دوسرے لوگ موجود ہیں گے

پورے بمبئی میں ایسے لوگوں کی کتنی تعداد ہوگی؟ میں نے کہا کہ اس کا پتہ پولیس اسٹیشن کے ریکارڈ سے مل سکتا ہے۔ اور جو بڑے بڑے جرائم پیشہ لوگ ہیں ان کے تو فوٹو بھی پولیس اسٹیشن میں لگے رہتے ہیں۔ ہتھیلی کے نشان بھی ریکارڈ میں رہتے ہیں۔ پھر روزانہ اخباروں میں بھی ایسے بدمعاشوں کا ذکر آتا رہتا ہے۔ سب کا حساب لگا کر ذرا بتایئے کہ پورے بمبئی میں ان کی تعداد کیا ہوگی؟ اب سبھوں نے اپنا اپنا اندازہ بتانا شروع کیا۔ ہزار۔ دو ہزار تین ہزار غرض۔ یہ بتاتے بتاتے دس ہزار تک پہونچے۔

میں نے کہا کہ اگر یہ دس ہزار کی تعداد بھی درست ہو۔ تو بمبئی کی ۵۲ لاکھ کی آبادی میں ان کا کیا اوسط ہوتی؟؟ ان میں سے ایک بے فکرے نے کہا کہ بس آٹے میں نمک کے برابر سمجھ لیجئے۔ میں نے کہا کہ واقعی ہر زمانہ میں نیکوں کے مقابل بدمعاشوں کی یہی اوسط رہتی ہے۔

تو کیا اس کتاب کے لکھنے والے نے ہم لوگوں کو دھوکہ دیا ہے؟

اس کتاب کے لکھنے والے نے دراصل خدا کے مقابل کارل مارکس کو اونچا کیا ہے۔

کارل مارکس کون ہے؟ ایک بے فکرے نے دوسرے سے پوچھا۔

ارے یہی "لال بوٹا" والے (بمبئی میں عوام کمیونسٹوں کو لال بوٹا والے ہی کہتے ہیں) یعنی سرخ جھنڈی والے۔

ارے وہ تو بڑا ناپاک تھا

اسلام نے ہم کو یہ تعلیم دی کہ ہم کسی قوم کے لیڈر کو ان الفاظ سے یاد کریں۔

تو اس کا نام لیتے وقت انگوٹھا چومیں

مولوی صاحب آپ بھی تو خوب آدمی ہیں قادیانی جو ٹھیرے

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کا نام لیتے وقت ان پر درود و سلام بھیجو اور انگوٹھا چومو۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ ان کو گالیاں دینے کی بجائے ان لوگوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کتاب کو دیکھو اس میں کس طرح خدا کو بدنام کیا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ خدا کی بستی میں ایسے ہی آوارہ و جرائم پیشہ لوگ بستے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں اکثریت ہمیشہ اچھے لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس لئے دنیا میں راج بھی ہمیشہ نیک لوگوں کا ہونا چاہیئے۔ خدا نے اسی لئے تو قرآن میں فرمایا ہے کہ

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

یعنی زمین کے وارث ہمیشہ خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں۔

پھر یہ کمیونسٹ کیسے وارث ہو گئے؟

یہ وارث نہیں۔ غاصب ہیں۔ اور دنیا میں خدا کا یہ قانون بھی نافذ ہے کہ جب وفادار نا اہل ہو جاتے ہیں تو تعزیر کے طور پر چند دنوں کے لئے زمین کی کنجیاں خدا کے دشمنوں کو دے دی جاتی ہیں۔

ایشیا کا سب سے بڑا ہسپتال

ایک دن میرے ایک دوست آئے اور بڑے فخر سے بولنے لگے کہ کل وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے جے جے ہاسپٹل کی نئی عمارت کا افتتاح کیا۔ یہ عمارت ایک کروڑ ۲۸ لاکھ روپے کے سرمایہ سے تیار کی گئی ہے۔ ۹۸ فٹ اونچی ہے۔ اس میں مریضوں کے لئے سات سو بستروں کا انتظام ہے یہ ایشیا کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ اس کے ساتھ یہ اعلان بھی ہوا ہے کہ عنقریب بمبئی کے دو علاقوں میں گاندھی میموریل فنڈ اور ہیلتھ انشورنس فنڈ سے دو اور ہسپتال کھولے جائیں گے۔ ہر ہسپتال میں تین تین سو بستروں کا بندوبست ہوگا۔

میرے دوست نے یہ باتیں بڑے جوش و خروش سے بیان کیں۔ اور کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی ایشیا کا سب سے ترقی یافتہ شہر ہے۔ جب وہ بمبئی کی مدح سرائی سے فارغ ہو گیا تو میں نے اس سے ایک بات پوچھی یہ بتایئے کہ جسمانی امراض کے علاج کا بندوبست تو بہت اعلیٰ پیمانے پر ہو رہا ہے۔ مگر آپ لوگوں کو روحانی مریضوں کی بھی کچھ فکر ہے۔

کیوں نہیں۔ یہ مساجد کی امامت۔ محرم کی مجالس اور علماء کے مواعظ۔ کیا ان سے روحانی امراض کا ازالہ نہیں ہوتا؟

بہت خوب آپ جسمانی امراض کے ازالہ کے لئے تو نئے نئے ہسپتال بناتے ہیں۔ جن میں ہر مرض کے سپیشلسٹ اور جدید و ترقی یافتہ آلات رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پرانا طریق علاج بوسیدہ ہو گیا ہے اب اس کی جگہ نیا طریق علاج جاری کرنا چاہیئے۔ مگر جب روحانی امراض کا ذکر آتا ہے تو پھر وہی پرانا طریق علاج پیش کرتے ہیں۔ جو اس زمانے میں بالکل بے اثر ثابت ہو چکا ہے

اس کے بعد میں نے ان کو الفضل سے وہ پنجہ کا نشان دکھایا۔ جس کی ہر انگلی پر ایک تبلیغی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ میرے وہ دوست بڑی دیر تک وہ نشان دیکھتے رہے۔ اور آخر بولے کہ اس کو تو اس زمانے کا پنجتن پاک کہنا چاہیئے۔ پنجتن پاک کی طرح اس زمانے میں اسلام کے مناد یہی امور ہیں۔ یا پھر اس کو اس عہد کا پنج شیلا کہنا چاہیئے۔ واقعی اس زمانے میں تبلیغ اسلام کا یہی ترقی یافتہ طریقہ ہے۔

ایک شخص کا قبول احمدیت

یوں تو بمبئی میں ہر قسم کے چہرے نظر آتے ہیں۔ قدرتی حسن کے علاوہ یہاں ایسے چہرے بھی ملتے ہیں۔ جن کی بھنویں تک مصنوعی ہوتی ہیں۔ مگر ایسا چہرہ جو غض بصر سے کام لیتا ہو۔ گفتگو میں حیا و سنجیدگی کا زیادہ خیال کرتا ہو۔ بہت کم نظر آتا ہے۔ یہاں عموماً مردوں اور عورتوں کے چہرے پر شگفتگی و تازگی نظر آتی ہے۔ یہ کلی کی طرح چٹخنے اور پھول کی طرح کھلتے ہیں۔ لیکن ایک دن مجھے ایک ایسا چہرہ نظر آیا جو اس ماحول میں بالکل اجنبی سا معلوم ہوتا تھا۔ وہی غض بصر وہی حیا و شرم وہی احتیاط و سنجیدگی جسے اہل بمبئی کب کے خیر باد کہہ چکے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے چہرے میں ایک کشش تھی۔ اور اہل مجلس بار بار کنکھیوں سے اس کو دیکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ علم تجوید کے ماہر ہیں اور قرآنی آیات کی بہت خوش الحانی سے تلاوت کرتے ہیں۔ میری فرمائش پر انہوں نے بے تکلف ایک رکوع کی تلاوت شروع کر دی۔ میرا اندازہ ہے کہ پندرہ سال کے بعد میرے کان میں ایسی آواز گونجی۔ میں اس قرأت سے بہت متاثر ہوا۔ اور دل میں سوچا کہ ایسے قاریوں کی ہماری جماعت کو ضرورت ہے۔ تا وہ غیر احمدی حضرات جو تلاوت کے وقت مخرج کی ادائیگی کا سوال اٹھاتے ہیں ان کی زبان بند ہو جائے۔

خیر اس دن قاری صاحب سے کچھ باتیں ہوئیں۔ کچھ میں ان سے مانوس ہوا اور کچھ وہ مجھ سے مانوس ہوئے۔ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تبادلہ خیال ہوا۔ انہوں نے مجھے اور میں نے ان کو سمجھنے کی کوشش کی۔ غض بصر اور تکلف و تصنع کے پردے چاک ہو گئے۔ رفتہ رفتہ وہ مجلس میں چہکنے لگے۔ وفات مسیح۔ اجرائے نبوت اور معیار صداقت پر بے تکلفی سے باتیں کیں۔ اس کے بعد میری اس مجلس میں بھی بیٹھنے لگے جس میں افلاک سے کر پاتال تک کی باتیں زیر بحث آ جاتی ہیں۔ اور جس میں ہر مکتبۂ خیال کے لوگ حصہ لیتے ہیں۔ بالآخر اس کے بعد ایسا ہوا کہ خدا نے اس بزرگ صورت نوجوان کا سینہ

قبول احمدیت کے سینے کھول دیا۔ اور انہوں نے بڑی بشاشت و شگفتگی کے ساتھ احمدیت قبول کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تفسیر صغیر کی خوبیاں

یہاں میرے عیسائی دوستوں میں ملیکہ ایسے ہیں کہ جب مجلس میں آتے ہیں تو رونقِ محفل دوبالا ہو جاتی ہے۔ یہ اصل میں سنی عیسائی ہیں اور اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کو چھوڑ کر عیسائی ہوئے ہیں۔ عربی کی تعلیم اتنی ہے کہ مدرسہ دیوبند کے فارغ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ وہ یکایک غائب ہو گئے۔ ادھر دیکھا اُدھر ڈھونڈا مگر بمبئی میں ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔

ایک دن کی بات ہے کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے مجھے ایک شخص کی ایک چٹھی بھیجی جو انہیں کانپور سے موصول ہوئی تھی۔ اس میں میرا ذکر بھی تھا۔ نظارت نے مجھ سے بعض امور کی تصدیق چاہی تھی۔ یہ خط دیکھتے ہی مجھے اپنا وہ عیسائی دوست یاد آ گیا۔

خیر چند دنوں کے بعد وہ حضرت بھی بمبئی آ گئے۔ مجھ سے ملے۔ اور بڑے تپاک سے بولے کہ شکریہ، آپ کی تصدیق کے بعد نظارت دعوت و تبلیغ نے تفسیر صغیر کا ایک نسخہ میرے نام بھیجدیا۔ پھر کہنے لگے کہ واللہ اسکی فہرست اور پھر حاشیے اور نوٹ لاجواب ہیں۔ اگرچہ نوٹ بہت مختصر ہیں مگر نہایت لطیف ہیں۔ اور دل کو اپیل کرتے ہیں۔ واقعی اسلام کی تبلیغ کا حق آپ لوگوں ہی کو پہنچتا ہے۔ پھر انہوں نے اردو کی بہت سی تفاسیر کے نام لئے جیسے ترجمان القرآن مولانا آزاد، تفہیم القرآن (ابوالاعلیٰ مودودی) وغیرہ۔ پھر کہا کہ مگر آپ لوگوں کی تفسیر کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔

تفسیر کی بات نکل پڑی ہے تو ایک قصہ اور سنیئے۔ ایک دن میں محمد علی روڈ پر ایک کتاب کی تلاش کرتا ہوا بھولے سے ایک ایسی دکان پر چلا گیا جس کا منیجر ہمارے سلام کا جواب لعنۃ اللہ سے دینے میں ثواب سمجھتا ہے۔ اسی لئے میں اس دکان کی سیڑھیاں چڑھنے سے بھی پرہیز کرتا تھا۔ آج جونہی بھولے سے ان سیڑھیوں پر پڑ گیا تو سامنے وہی حضرت کرسی پر براجمان تھے۔ میں لاحول پڑھ کے اترنے ہی والا تھا کہ انہوں نے خلاف توقع مسکرا کر مجھے بلایا۔ معانقہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے آج جو انہیں خلاف دستور گل پاشی کرتے دیکھا۔ تو بڑا متعجب ہوا۔ مجھے ایک کرسی پر بٹھا کر پوچھنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے امام نے قرآن مجید کی ۲۶ جلدوں میں تفسیر کی ہے۔ میں نے کہا ۲۶ تو نہیں ہاں آپ نے تفسیر کبیر کے نام سے چند پاروں کی چھ جلدوں میں تفسیر کی ہے۔ جس میں صرف تیسویں پارے کی تفسیر چار جلدوں میں ہے۔ حسنِ اتفاق سے وہاں ایک اردو روزنامہ کے نامہ نگار بھی بیٹھے تھے جو تین ماہ سے تفسیر کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اپنے اخبار میں علم و دانش کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میرا تو خیال ہے کہ اس وقت ہم لوگوں میں جو روشن ضمیر مفسر قرآن کہلاتے ہیں وہ سب امام جماعت احمدیہ کی تفسیر کبیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جن باتوں پر ہم انہیں دادِ تحقیق دیتے ہیں وہ سب اس تفسیر کبیر سے ماخوذ ہیں۔

میرا خیال تھا کہ تفسیر کی تعداد ۲۶ سے گھٹ کر چھ پر جو آ گئی تو شاید یہ شخص مذاق اُڑانے لگے گا۔ مگر وہ تو چھ کی تعداد سے بھی اتنا مرعوب تھا کہ اس نے شاید عمر بھر میں پہلی بار ہمارے امام عالی مقام کا نام عزت سے لیا یعنی پورا نام لیا۔ پھر بھی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے حلق میں کانٹے چبھے ہیں۔

ووکنگ مسجد لنڈن

ایک شاعر نے معلوم نہیں کس حالات سے متاثر ہو کر یہ کہا تھا کہ

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

بمبئی میں میرا یہی حال ہے۔ ہر مدرسہ خیال کے لوگ آتے رہتے ہیں۔ اکثر تو افادہ و استفادہ کے لئے اور بعض محض نوک جھونک کیلئے۔ ایک دن ایسے شخص آئے جو ابھی ابھی لنڈن سے بیرسٹری پاس کر کے آئے ہیں۔ اس شخص نے لنڈن میں بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تھی جب آپ علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے تھے۔ ووکنگ مسجد میں بھی ان کی آمد و رفت تھی۔ یہ اس مسجد کو بھی احمدیوں ہی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور اس کے بعض امور کو قابلِ اعتراض کہتے تھے۔ میں نے انہیں "ووکنگ مسجد" کے ٹرسٹیوں کا ایک حوالہ دیا جو بمبئی کے اردو روزناموں میں بھی شائع ہوا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ووکنگ مسجد لنڈن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

اسلامی مملکت کا تصور

اس کے بعد انہوں نے اسلامی مملکت کے تصور پر بحث کی۔ میں نے ان کے سامنے انکوائری کمیشن کی رپورٹ رکھی۔ اور کہا کہ جو لوگ اسلامی مملکت کے قیام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس مملکت کا کوئی واضح تصور ہی نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے بڑے فاضلانہ رنگ میں اسلامی مملکت کے تصور پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے اس نکتہ پر زور دیا کہ ہمارے پاس نکاح۔ طلاق۔ خلع۔ لین دین۔ زکوٰۃ اور اوقاف وغیرہ کے فقہی قوانین موجود ہیں۔ سوال صرف تعزیرات کا ہے۔ اس لئے کہ اسلامی مملکت میں اقلیت پر جو چیز اثر انداز ہوگی وہ تعزیرات ہی کا حصہ ہے۔ مثلاً جزیہ۔ زنا و سرقہ کی حد۔ اور دوسرے جرائم و قانون شکنی پر سزا کی نوعیت انہیں جیسے امور کا اقلیت پر اثر پڑے گا۔ پھر ایک سوال اقلیت کے حقوق کا بھی پیدا ہوتا ہے۔ کیا بنیادی حقوق میں یہ مسلمانوں کے برابر ہوں گے۔ اور ملازمت اور ملک کی سربراہی میں ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا؟ یا اسلامی مملکت میں اقلیت ان حقوق سے محروم ہوگی۔ میں نے ان پر یہ بات واضح کی کہ موجودہ حالت میں اسلامی حکومت کا قیام محال ہے اور اگر دنیا میں کوئی ایسا عظیم انقلاب آ جائے اور اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اس ملک کا سربراہ کوئی مسلمان ہی ہونا چاہیئے۔ البتہ تعزیرات کا مسئلہ غور طلب ہے۔ اور اس پر نئے حالات کی روشنی میں غور کرنا چاہیئے۔

وہ بیرسٹر صاحب میری ان باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے علاوہ اور دوسرے مسلک کے علماء سے بھی یہ سوال کر چکا ہوں۔ سب یہی کہتے ہیں کہ تعزیرات کا نفاذ بھی انہیں کی فقہ کے مطابق ہوگا۔ حالانکہ یہ موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ کون سی فقہ نافذ ہو۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی یا حنبلی۔ پھر شیعوں کی بھی تو اپنی فقہ ہے۔ اس کا نفاذ کیوں نہ ہو۔ غرض یہ خیال باطل ہے۔ البتہ آپ کے جواب سے ایک روشنی ملتی ہے۔ اور صحیح بھی یہی ہے۔ کہ نئے ماحول کے مطابق فقہ کی بھی نئے سرے سے تدوین ہونی چاہیئے"۔

عائلی کمیشن آف پاکستان

پھر انہوں نے مجھ سے پاکستان کے عائلی کمیشن کے متعلق پوچھا کہ آخر اس کا پس منظر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کے پس منظر کا صحیح علم نہیں مجھے صرف یہ معلوم ہے کہ کسی داخلی یا خارجی تحریک کی بنا پر ۱۹۵۶ء میں اس کمیشن کا تقرر عمل میں آیا۔ اس وقت اس کمیشن کے صدر خلیفہ شجاع الدین صاحب تھے۔ ان کی وفات کے بعد جسٹس عبدالرشید اس کمیشن کے چیئرمین بنائے گئے۔ انہیں کی صدارت میں تمام سفارشات مرتب ہوئیں۔ جون ۵۶ء میں کمیشن نے اپنی رپورٹ تیار کر لی۔ مگر اس وقت کی حکومت نے اس رپورٹ پر نہ تو رائے زنی کی نہ اس کے نفاذ کا ارادہ کیا۔

اس کے بعد جب صدر ایوب پاکستان کی اسلامی مملکت کے سربراہ ہوئے تو انہوں نے جو ایک اصلاحی قدم اٹھایا وہ یہ تھا کہ اس کمیشن کی رپورٹ کو جامہ عمل پہنانے کا ارادہ کیا۔ علماء پاکستان نے اس کے خلاف بڑی بڑی یادداشتیں ان کی خدمت میں پیش کیں۔ مگر انہوں نے ان علماء کرام کی ساری سنی ان سنی کر دی۔ اور ۲۷ر مارچ ۱۹۶۱ء کو اس رپورٹ کو آرڈی نینس کی شکل دے دی۔ اس کا نام رکھا گیا مسلم فیملی لاز آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۱ء نمبر۔ علماء پاکستان نے جب اس آرڈر کے اجراء کے وقت نکتہ چینی کی تو صدر ایوب نے اس کے جواب میں صرف اتنا کہا کہ تعدد ازدواج سے بہتر ہندو عورتوں کی ستی کی رسم اچھی ہے۔ صدر ایوب نے تعدد ازدواج کو ستی سے بھی بدتر کیوں بتایا اس کی وجہ تو پاکستان کے باشندے جانیں انہیں کو اس کے پس منظر پر بھی روشنی ڈالنے کا حق ہے۔

نقل تعزیتی ریزولیوشن بوفات مکرم مولوی انوار الحق صاحب نائب امیر جماعتہائے احمدیہ

(صوبہ اڑیسہ)

ہم احمدیان کٹک و نمائندگان دیگر جماعتہائے احمدیہ صوبہ اڑیسہ آج اس جلسہ منعقدہ ۲۳ر جولائی ۱۹۶۱ء میں شریک ہو کر مکرم سید انوار الحق صاحب نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ اڑیسہ کی حسرتناک وفات پر اظہار رنج و غم کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور انکی روح کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔

۲۔ ہم ان کی بیوی اور بچوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے رنج و غم میں شریک ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مولا کریم ان کو صبر و استقلال عطا کرے اور انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

— [illegible] —

مکتوب مشرقی افریقہ

ٹبورا۔ ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) میں اسلام کی تبلیغ

دلچسپ ایمان افروز احوال و کوائف

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم ٹبورا)

مشرقی افریقہ کی جماعتوں کی سالانہ کانفرنس منعقدہ ۲۵، ۲۶ و ۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء میں شمولیت کے لئے ہفتہ عشرہ دارالسلام میں رہا۔ دارالسلام سے سیدھا ٹبورا پہنچا۔

تعلیم و تربیت ٹبورا پہنچتے ہی نماز جمعہ کے بعد جماعت کے جنرل اجلاس میں احباب جماعت کو سالانہ کانفرنس منعقدہ دارالسلام اور تبلیغی جلسے کے حالات سنائے۔

حضرت اقدس المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و درازیٔ عمر نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے دعائیں مانگنے کے سلسلہ میں احباب جماعت کو نئے سال کے شروع سے سوموار کے سات نفلی روزے رکھنے کی تحریک کی اور تمام تندرست عورتوں اور مردوں نے نفلی روزے رکھے اور دعائیں کیں۔ خدام الاحمدیہ ٹبورا اور انصار اللہ کے اجلاس بلا کر عہدیداران کا انتخاب کرایا اور ان کی دو دو میٹنگوں میں شامل ہوا۔ لجنہ اماء اللہ ٹبورا کا پندرہ روزہ اجلاس باقاعدہ ہوتا رہا۔ ان اجلاسوں کے علاوہ فارغ دو ہفتوں میں پندرہ۔ روزہ درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا۔ ہفتہ میں چھ دن نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم اور نماز مغرب کے بعد درس حدیث دیتا رہا۔ ایک خطبہ جمعہ جماعت بنگالے میں اور باقی خطبات ٹبورا میں پڑھے۔ عموماً حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور تقاریر ترجمہ کر کے سناتا رہا۔ رمضان المبارک میں نماز عصر اور مغرب کے درمیان روزانہ مسجد میں سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا درس دیتا رہا۔ اور نماز عشاء کے بعد عموماً نماز تراویح بھی پڑھاتا رہا۔ آخری عشرہ رمضان میں اعتکاف بیٹھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ دوسرے دوستوں کو بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی تحریک کی۔ چنانچہ ایک اور دوست بھی اعتکاف بیٹھے اور عاجز نے ان کی سحری اور افطاری کا انتظام کیا۔ ان کے علاوہ بھی دو غریب احمدی دوستوں کے کھانے کا انتظام کیا

مطالعہ مقامی انگریزی و سواحیلی اخبارات پڑھنے کے علاوہ اخبار الفضل۔ بدر۔ الفرقان۔ مصباح۔ تشحیذ الاذہان اور مختلف کتب سے قریباً ۵۰۰۰ صفحات کا مطالعہ کیا۔

لٹریچر قریباً ۲۲۰ شلنگ کا لٹریچر فروخت کیا۔

لائبریری ۸۰ کتب احمدیہ برکت لائبریری سے مختلف احمدی اور غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیں۔

دفتری کام مشن کی ڈاک کا جواب دیا۔ کل ۵۰۷ خطوط لکھے اور ۱۰۰۔ افراد کو بذریعہ ڈاک مفت لٹریچر ارسال کیا۔ مکرم جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب نے خرچ ڈاک اپنی گرہ سے ادا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مہمان نوازی مشن کے دفتر میں تشریف لانے والے زائرین کی عموماً چائے وغیرہ سے تواضع کی جاتی رہی۔ عید الفطر کے دن ٹبورا سیکنڈری سکول کے ۲۰ طلبہ کو ٹی پارٹی پر مدعو کیا۔ ہمارے احمدی بھائی چیف محمد کلونیا صاحب سے اور ان کے دوست عیسائی چیف شومیوے صاحب مبادلہ سے کونسل سیکرٹری صاحب کے دارالسلام میں ٹانگانیکا کے نئے اعلان آزادی کی تقریب پر حکومت کی پارٹی پر مدعو تھے انہیں دارالسلام جاتے ہوئے اور دارالسلام سے واپسی پر بعض دوسرے احمدی دوستوں کے ساتھ ریلوے سٹیشن پر ملا۔ اور ان کی کھانے اور مشروبات سے تواضع کی۔

پرائمری سکول کیلئے درخواست عاجز جب اکتوبر ۱۹۵۹ء میں ٹبورا ٹانگانیکا مشن سے یوگنڈا مشن کا انچارج بنا کر بھیجا گیا تو عاجز کی غیر حاضری میں پادریوں نے اُسی جگہ سکول کھول لیا کہ جس جگہ سکول کھولنے کے لئے عاجز نے ۱۹۵۹ء سے درخواست دے رکھی تھی۔ لیکن مختلف بہانوں سے ہمیں ٹالا جاتا تھا۔ جب عاجز ۲ جنوری ۱۹۶۱ء کو دوبارہ ٹبورا تعینات کیا گیا تو حکام متعلقہ سے اس سلسلہ میں بحث چھیڑنے شروع کی اور اسباب پر سخت احتجاج کیا کہ جس جگہ ہمیں باوجود درخواست اور کوشش کے سکول کھولنے کی اجازت نہ ملی تھی۔ وہاں پادریوں کو فوراً سکول کھولنے کی اجازت دیدی گئی۔ اس خط کی نقول تمام متعلقہ حکام اور لیجسلیٹو کے ممبران حلقہ ٹبورا کو بذریعہ ڈاک بھجوائیں جس پر ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے جواب دیا کہ آئندہ آپ اگر سکول کے لئے درخواست کریں گے تو مدد کی جائے گی۔ نیز پراونشل ایجوکیشن افسر صاحب نے کہا کہ احمدیہ مشن کو اسی جگہ بھی سکول کھولنے کی اجازت ہوگی۔

ملاقاتیں ضلع میانڈا کے ڈسٹرکٹ سیکرٹری مسٹر پال کو مل کر تبلیغی لٹریچر دیا۔ ایک عیسائی چیف مسٹر شومیوے کو مل کر لٹریچر پیش کیا۔ انہوں نے عاجز کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اُن کا علاقہ بہت پسماندہ اور بڑی سڑکوں اور ریلوے لائن سے دور ہے۔ اور بس بھی ہفتہ میں ایک ہی جاتی ہے۔ بہت گھنے جنگلات اور خونخوار جانور ہیں۔ انشاء اللہ موقعہ ملنے پر ان کے علاقہ کے دورہ کا ارادہ ہے۔

لینڈ آفس نے بعض وجوہ کی بناء پر ہماری مسجد ٹبورا کی لیز کو ۹۹ سال سے گھٹا کر ۳۳ سال کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اسی سلسلہ میں ایک خط ٹبورا ٹاؤن کونسل کو لکھا۔ اس سلسلہ میں ٹاؤن کلرک کو مل کر ساری پوزیشن واضح کی اور لینڈ آفس سے حسب منشاء خط لکھوایا۔ چیف ہارون لگوشہ۔ سابق ڈپٹی سپیکر ٹانگانیکا۔ چیف مزیبی زیوٹا ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ چیف عبداللہ سعیدی فنڈیکیرا وزیر قانون۔ پال بومانی وزیر زراعت افریقن نیشنل کانگرس کے پبلسٹی سیکرٹری مسٹر Omolo F.E اور ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے ضلع کمشنری کے عہدیداروں کو مختلف مواقع پر ملتا رہا۔ لٹریچر پیش کرتا اور تبلیغ کرتا رہا

تبلیغ و تعلیم قریباً ۶۰۰ میل سفر کر کے ۲۶۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ قریباً ۱۸۰۰ ٹریکٹ اور اخبارات (ریاتی) تقسیم کئے۔ جن لوگوں کو تبلیغ کی گئی ان میں عیسائی۔ ہندو۔ سکھ اور مسلمان سب شامل ہیں۔ عام طور پر تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغ کی گئی۔ ایک دوست بفضلہ تعالیٰ بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ اُن کے سات بچے ہیں۔ علاوہ اس عاجز کے اس حلقہ میں ۴ آنریری افریقن مبلغین اور ایک باقاعدہ معلم مصروف تبلیغ رہے۔ ٹبورا کے مختلف محلوں کے علاوہ۔ مضافات اور دیہات میں بھی تبلیغ کی گئی۔ ٹبورا سکول میں طلبہ کی دینیات کلاس کو ہفتہ میں دو بار پڑھایا گیا۔ عام طور پر روزانہ اور خصوصاً ہفتہ اور اتوار کو دفتر میں تشریف لانے والے زائرین کی خدمت میں لٹریچر پیش کرتا اور ان کے سوالوں کے جواب دیتا رہا۔

فوج کے کیمپ میں فروخت لٹریچر کی اجازت حاصل کر کے ہر سوموار کے روز افریقن معلم کو کیمپ میں بھیجتا رہا۔

وائٹ فادرز سوسائٹی کے ۵ مبلغین جو قریباً دو تین برس سے ٹبورا میں آئے ہوئے ہیں۔ اُن کے ساتھ وقتاً فوقتاً تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا۔ کئی بار وہ ہمارے دفتر میں بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے اُن سے خواہش کا کہ میں انہیں ان کے گرجا گھر میں یا گھر پر ملنا چاہتا ہوں۔ ظاہر کیا پہلے تو وہ بڑے گھبرائے لیکن آخر انہوں نے کہا ہم فلاں جگہ اتوار کے روز ۲½ بجے جمع ہوتے ہیں وہاں آ جانا چنانچہ مقررہ دن اور وقت پر عاجز تین افریقن احمدیوں کی معیت میں اُس جگہ پہنچا۔ ہمیں ہال کمرہ کے اندر بٹھا لیا گیا۔ اور ایک طرف بٹھایا گیا کمرہ میں دس بارہ افراد تھے۔ جن میں سے نصف سے زیادہ پادری تھے (وجہ یہ کہ یہ مشن ابھی نیا نیا ہے) ایک صاحب کچھ درس دے رہے تھے۔ یعنی عیسائیت کی اخلاقی تعلیم دے رہے تھے۔ ہم سے باری باری سوالات پوچھتے رہے باقی حاضرین کی طرح ہم نے بھی جواب دیئے۔ ہمارے جواب احمدیت کی روشنی میں معقول اور حیران کن تھے۔ یہ سلسلہ قریباً ۴ بجے تک جاری رہا۔ اور پھر کلاس ختم کر کے عیسائی مبلغین جانے لگے۔ اس پر ہم نے کہا کہ آپ میں سے فلاں فلاں پادریوں نے ہمیں بلایا تھا۔ اب پورا ۱½ گھنٹہ آپ کی کارروائی ختم ہونے کے انتظار میں تھے کہ کچھ دریافت کریں۔ لیکن آپ نے مجلس برخواست کر دی ہے۔ ہمیں دعوت دینے والے کھڑے تھے۔ دوسرے پادریوں نے کہا کہ افسوس ہمیں اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ آخر انہوں نے یقین دلایا کہ وہ ہمیں فیصلہ کر کے اطلاع دیں گے کہ کب اور کہاں گفتگو ہوگی۔ قریباً ایک ماہ بعد ہمارے نائب صاحب امیر الاحمدیہ نے جو میرے ساتھ تھے ان پادریوں کے لیڈر سے دریافت کیا کہ آپ نے کب ہمیں وقت دینے کا فیصلہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم مجلس میں بات نہ کریں گے ایک ایک کر کے آپ ہمارے ہاں جب چاہیں تشریف لائیں۔ لیکن اُس پنجابی مبلغ (یعنی یہ عاجز) کو ساتھ نہ لائیں۔ ۴۹

۲۹ نائب صاحب نے انہیں کہا یہی گفتگو کا مجیب تجیب کر کرنا اور آپ کا ہمارے مبلغین سے گھبرانا سب عیسائیت کے کھوکھلا پن اور عجز کی نشانیاں ہیں۔ لیکن انہوں۔۔۔

کرامت اولیاء اللہ کے چند ایمان افروز واقعات

مولانا عبد الغفور صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

محترم مولانا عبد الغفور صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ کے جلیل القدر مبلغ تھے آپ نے اپنی تمام عمر سلسلہ کی خدمت میں گزاری اور عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعض ان مقامات پر جہاں کہ مولانا مرحوم رضی اللہ عنہ نے بے نظیر تبلیغی و تربیتی خدمات انجام دی ہیں۔ قریب زمانہ میں مجھے بھی بطور مبلغ وہاں قیام کرنے کا موقعہ ملا ہے اس لئے بعض واقعات جو حضرت مرحوم رضی اللہ عنہ کی مثالی زندگی کے سننے اور دیکھنے میں آئے ہیں وہ بڑے ہی ایمان افروز ہیں احباب کی دلچسپی اور حصول ثواب کی خاطر انہیں مختصر طور پر ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

بھاگلپور رہ پورہ، غازی پوری و بلاری کی جماعتوں میں مرحوم تھوڑا تھوڑا عرصہ مقیم رہے۔ ذیل کے واقعات کا تعلق انہی جگہوں کے ساتھ ہے۔ ان مقامات کے احباب پر مولانا مرحوم کی مجاہدانہ اور مخلصانہ زندگی کا گہرا اثر ہے۔ مسجد احمدیہ بھاگلپور و رہ پورہ و غازی پورہ و بلاری آپ ہی کی یادگار ہیں۔

۱۔ پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ غازی پور مکرم سید عاشق حسین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت مولانا نے شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کے فتنہ کے متعلق اپنا ایک خواب سنایا تھا کہ اس فتنہ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مصری صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگ مجھ پر خواہ مخواہ شک کر رہے ہیں اور مجھے بدنام کر رہے ہیں۔ اس خواب کو مولانا نے فرمایا تھا کہ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کر دیا۔ اس پر حضور نے مصری صاحب کے حالات کی تحقیق کے لئے مجھے مقرر فرمایا۔ بعد تحقیق مصری صاحب کی تمام فتنہ انگیزیوں اور منصوبوں کا انکشاف ہوا۔ جس کی رپورٹ حضور کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔

۲۔ سید صاحب موصوف کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ مولانا مرحوم رضی اللہ عنہ کو شکار کے لئے بندوق لینے کا شوق ہوا۔ بندوق کا لائسنس بنوانے کے لئے کچھ دقت پیش آ رہی تھی۔ اس لئے کہ ڈی۔ ایس۔ پی ایک غیر احمدی متعصب تھا۔ اس نے آپ کی درخواست پر "احمدی" کا لفظ پڑھ کر غصہ میں آکر انکار کر دیا۔ جب مولانا نے اس کے اس رویہ کو محسوس کیا۔ تو مولانا نے بڑی ملائمت و محبت و پیار سے افسر متعلقہ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے ایک نہ سُنی۔ اور کہا کہ آپ کو قادیانی مبلغ ہونے کی وجہ سے لائسنس نہیں مل سکتا۔ یہ بات سن کر موصوف کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور فرمایا کہ اگر خدا بندوق دلانا چاہے گا تو آپ جیسے افسروں کو مجبور کرنے کے گا کہ مجھے اور منظوری دے۔ یہ بات کہہ کر مولانا واپس تشریف لائے اور کچھ عرصہ کے بعد دیگر ذرائع سے افسران بالا کے سامنے مولانا نے بعد ازدواں اپنی درخواست پیش فرمائی۔ اور وہ درخواست پھر اسی افسر کے پاس گئی۔ اور مجبوراً بادل نخواستہ ان کو منظوری دینی پڑی۔

۳۔ جن دنوں آپ غازی پور میں مقیم تھے تو انہی دنوں آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے بلارہ کے غیر احمدیوں کی طرف سے ایک بہاری بدمعاش کو آپ کے قتل کے لئے متعین کیا گیا۔ جو کہ زہر میں بجھا ہوا خنجر جو بیس ٹکے اس کام کے لئے اپنے پاس رکھتا تھا۔ اور اس تاک میں لگا رہتا تھا کہ کب موقع ملے اور مولوی صاحب کا کام تمام کرے۔ حتیٰ کہ غازی پور میں ہی آکر غیر احمدیوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ دن بھر مولوی صاحب کی مجلس میں بیٹھتا اور اس موقعہ کی تلاش میں رہتا تھا۔ مگر علیم و حفیظ خدا نے مولوی صاحب کو قبل از وقت خبر دیدی تھی کہ یہ شخص خطرناک ہے۔ جماعت کے اکابر احباب کو پرائیویٹ طور پر مولوی صاحب نے آگاہ بھی کر دیا تھا۔ کہ یہ شخص خطرناک ہے۔ جماعت کے دوست ہر وقت مولوی صاحب کی حفاظت کے لئے مقرر رہتے۔ اور بد اندیش بہاری کو یہ موقع ہی نہ مل سکا کہ اپنے بد ارادے کی تکمیل کر سکے۔ آخر لاچار ہو کر واپس چلا گیا۔ اس واقعہ کا انکشاف بعد میں بعض غیر احمدی دوستوں نے کیا۔

۴۔ ایک دفعہ غازی پور میں ایک مسلم لیگی ڈاکٹر ابو الحسن صاحب تشریف لائے۔ ڈاکٹر صاحب احمدیت کے اشد ترین مخالفوں میں سے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے اور بھی ناراض تھے۔ مولوی صاحب کے ساتھ کئی دفعہ ان کا مقابلہ ہو چکا تھا۔ ایک دن مولوی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ قرآن کریم کا درس دے رہے تھے دوران درس میں احمدیت کی صداقت کا ذکر آیا۔ ڈاکٹر ابو الحسن صاحب اس مجلس میں موجود تھے۔ احمدیت کا ذکر سن کر ڈاکٹر صاحب آگ بگولہ ہو گئے۔ جوش میں آکر کہنے لگے۔ کہ بس بس مولانا! جو قادیانی ہو چکے سو ہو چکے اب آپ کسی کو قادیانی نہیں بنا سکتے۔ مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی یہ گفتگو سن کر جلال میں آگئے۔ آسمان کی طرف نگاہ کی اور پھر بلند آواز سے بے ساختہ طور پر کہا "ہے کوئی خدا کا بندہ! جو اس وقت بیعت کر کے اس معاند سلسلہ کے چیلنج کا تازہ اور زندہ ثبوت بہم پہنچا سکے"۔ مولوی صاحب مرحوم نے ان فقرات کو بڑے جوش اور درد کے ساتھ دو مرتبہ دہرایا۔ خدا کی شان کہ اس وقت مکرم محمد نظام الدین صاحب جو کہ ابھی تک احمدی نہیں ہوئے تھے مگر مولوی صاحب کے زیر تبلیغ تھے اچانک پاس سے گذرے اور بڑی عاجزی کے ساتھ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمانے لگے کہ جناب میں حاضر ہوں میری بیعت قبول فرما لی جائے"۔ مرحوم مولوی صاحب نے ڈاکٹر صاحب مذکور کو مخاطب کیا اور کہا:۔
" دیکھ لی احمدیت کی صداقت"
مگر ڈاکٹر صاحب مذکور کی یہ حالت تھی کہ مارے شرم کے خاموش اور پانی پانی ہو رہے تھے۔ اور غصہ میں آکر مجلس سے اٹھ کر چل دیئے۔

۵۔ غازی پور میں آم کے درخت بکثرت ہیں۔ اس زمانے میں احمدیوں کے گھروں کے سامنے ایک آم کا درخت تھا جس کا پھل بہت زیادہ ترش ہونے کی وجہ سے "کھٹا آم" کے نام سے مشہور تھا۔ لوگ صرف اس کا اچار بنایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مولوی صاحب مرحوم چند احمدی احباب کے ساتھ اس درخت کے نیچے سے گزر رہے تھے اتفاقاً ایک خوبصورت آم درخت سے گرا۔ اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے مولوی صاحب نے اس کو اٹھایا۔ مولوی صاحب کو یہ معلوم تھا کہ اس درخت کا پھل سخت ترش ہوتا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم نے آم کو ہاتھ میں لیا اور ساتھ والے دوستوں سے فرمانے لگے کہ دیکھو یہ کتنا خوبصورت آم ہے۔ بعض دوستوں نے اس کی ترشی کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر آپ نے فرمایا مجھے اس کا علم ہے میں تو اس کی خوبصورتی آپ لوگوں کو دکھا رہا ہوں اور یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح بعض لوگ ظاہر کے میٹھے اور باطن کے کھٹے ہوتے ہیں۔ بعض دوستوں نے بار بار اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ بھلا آپ اس کو کھائیں تو سہی۔ مولوی صاحب نے جوش میں آکر فرمایا کہ کیا آپ لوگ مجھے آزمانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی جیب سے چاقو نکالا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کے اس کی قاشیں بنا کر سب میں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ جن دوستوں نے ان قاشوں کو کھایا ان کا کہنا ہے کہ خدا کی قسم اس سے قبل اس علاقہ میں اس قدر میٹھا آم نہیں تھا۔ مگر مولوی صاحب کی برکت سے آپ کے ہاتھ کا آم کھانے پر معلوم ہوا ہے کہ سارے علاقہ میں اس آم جیسا کوئی میٹھا آم نہیں ہے۔

احباب جماعت غازی پور کے کئی دوستوں کا بیان ہے کہ ہم نے متعدد بار راتوں کو چھپ چھپ کر مولوی صاحب کو دیکھا ہے۔ رات کے وقت جب بھی ہم اچانک مسجد پہنچے ہیں تو ہم نے مولوی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں اور دعاؤں میں مشغول پایا ہے ہم معلوم نہیں کر سکے کہ مولوی صاحب آرام کس وقت فرمایا کرتے تھے۔

ان چند واقعات کو پیش کرنے کے بعد قارئین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولوی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی بلندئ درجات کے لئے درد مند دل کے ساتھ دعا فرمائیں۔ اللھم اغفر لہ و ارفع درجاتہ فی اعلیٰ علیین ٭

طالب دعا خاکسار بشیر احمد خادم
درویش مبلغ جماعت احمدیہ حال نزیل
چنتہ کنٹہ خورد ضلع محبوب نگر (دکن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بزبانِ ہندی

احباب کو علم ہے کہ احمدیہ جماعت اشاعتِ اسلام اور دفاعِ اسلام کے کام میں اپنی ابتدا سے علمی اور تعمیری رنگ میں حصہ لے رہی ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ کئی لوگ اپنی نافہمی اور حالات سے بے خبری کی وجہ سے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف تحریری و تقریری طور پر ہتک آمیز کلمات استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سے مسلمانانِ ہند کے جذبات مجروح اور ان کے مذہبی احساسات کی تذلیل ہوتی رہتی ہے۔

اگرچہ قانونی رنگ میں بھی سرکار کی طرف سے ایسے معاملات پر کارروائی کی جاتی ہے۔ لیکن قانون کے بعض پہلوؤں کی پیچیدگی اور ایسے کیسوں کے پیش کرنے والوں کی سہل انگاری کی وجہ سے اس قسم کے مجرم عقوبت سے بچ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں رسالہ قلم انڈیا۔ ڈاکٹر جہان اور کتاب مذہبی رہنما کی وجہ سے جو تکلیف اور دُکھ مسلمانوں کو پہنچا۔ وہ تمام اخبار بین حضرات کے علم میں ہے۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بجائے اشتعال بڑھانے اور دوسروں کے جذبات کو مجروح کرنے کے تعمیری رنگ میں قدم اُٹھایا گیا۔ چنانچہ ریلیجس لیڈر (مذہبی رہنما) کے مصنفین نے حضرت امام جماعت کی طرف سے کئے گئے پروٹسٹ پر معذرت کا اظہار کیا۔ اور آئندہ کے لئے ایسی اشتعال انگیز اشاعت کو بند کرنے کا وعدہ کیا۔

اس تعلق میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت، مناقبِ جلیلہ اور حالاتِ زندگی کو دنیا کی مختلف مشہور زبانوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس سے پہلے مرکز قادیان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح (سیرت پر انگریزی میں ایک جیبی کتاب LIFE OF MOHAMMED لائف آف محمدؐ نام سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کی گئی۔ اب اسی سلسلہ میں سیرت و سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان ہندی بصرفِ زرِ کثیر شائع کی گئی۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی کو تفصیل کے ساتھ اس رنگ میں بیان کیا گیا ہے کہ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کے مدلل جواب بھی اس میں آ جائیں۔ نیز آپؐ کے اخلاقِ حسنہ اور مناقبِ جلیلہ کو اس خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے کہ انکَ لعلیٰ خلقٍ عظیم کا عملی نمونہ قارئین کرام کی نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اصل تصنیف جس سے ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی قلم مبارک سے اردو میں لکھی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ بہت محنت اور عرق ریزی سے ہندی میں کرایا گیا ہے۔

احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنے ہندی دوستوں بلکہ مسلمان ہندی دان طبقہ میں بھی زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ اور جن شہروں میں لائبریریاں ہوں اُن کا پتہ بھی دیں تاکہ اس کتاب کی وسیع اشاعت کر کے ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ جو اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف ہندی جاننے والے دوستوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اہلِ ملک کے دلوں میں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جذبہ محبت و عقیدت پیدا ہو۔ اور ہندوستان کی دو بڑی قومیں باہم محبت اور اتحاد سے رہ کر ملک کے تعمیری کاموں میں زیادہ سے زیادہ تعاون کر سکیں۔

یہ کتاب عنقریب پریس سے چھپ کر آنے والی ہے۔ آئندہ اعلان میں اس کی قیمت سے بھی احباب کو اطلاع دی جائے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ" کا اعتراف

بقیہ صفحہ اوّل

ہے۔ رنگ و نسل کی کوئی تمیز نہیں۔ علاوہ ازیں اسلام تعدد ازدواج کی بھی اجازت دیتا ہے۔ لہذا لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے اس کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

"اسلام کے نزدیک امیر و غریب اور ایک متمدن شہری اور بادیہ نشین میں کوئی فرق نہیں بحیثیت انسان سب ایک ہیں اور یکساں سلوک کے مستحق۔ بر خلاف اس کے عیسائیت ان چیزوں کو پیش تو کرتی ہے لیکن عمل اُس کا ان کے برعکس ہے۔ برطانوی دورِ حکومت میں یہ باور کیا جاتا تھا کہ افریقہ آہستہ آہستہ عیسائیت میں آ جائے گا مگر اب افریقن باشندے اپنے خیالات، اندازِ فکر اور اندازِ زیست کے لحاظ سے بالکل آزاد ہیں۔ اب وہ جو مذہب چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں افریقہ میں عیسائیت کے پنپنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ سوائے اس کے کہ خود افریقہ کے باشندے اپنی ہمت سے چرچ کو سنبھال لیں۔"

مضمون نگار نے آخر میں نتیجہ نکالتے ہوئے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مغرب کے عیسائی مشنری اب عیسائیت کو افریقہ میں نہیں پھیلا سکتے وہ اب اسے غالب کر دکھانے میں "بے بس" ہو چکے ہیں۔ وہاں عیسائیت کے سنبھلنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ افریقن باشندے خود اس ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ افریقی باشندے ایسا کیوں کریں وہ کیوں نہ اُس دینِ فطرت کو قبول کریں جو اخوتِ انسانی کا علمبردار ہے۔ کالے اور گورے میں کوئی تفریق روا نہیں رکھتا جو توحید باری اور انسانی مساوات کا درس دیتا ہے اور جس میں دنیا کی موجودہ مشکلات کا یقینی اور قطعی حل موجود ہے؟

یہ صورتِ حال جس پر "ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ" کے مضمون نگار نے روشنی ڈالی ہے اس امر کی آئینہ دار ہے کہ افریقہ کے تاریک براعظم کا گوشہ گوشہ اب اسلام کے نور سے منور ہوا جاتا ہے اور افریقہ کے وہ کروڑہا کروڑ باشندے جو پہلے مختلف نوعیت کے شرک میں مبتلا چلے آ رہے تھے۔ اب توحیدِ خالق پر ثبت رہنے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردنوں پر اُٹھانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور وقت قریب ہے کہ جب افریقہ کو حقارت سے تاریک براعظم کہنے والے خود تاریکی اور گمنامی میں کھوئے جائیں گے اور اُس تاریک براعظم میں اسلام کا نور اس شان سے چمکے گا کہ اُس کی چکا چوند سے مخالفینِ اسلام کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ جائیں گی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی واضح اور غیر مبہم پیشگوئیوں کے بموجب اس عظیم الشان انقلاب کا رونما ہونا آپ کے برحق ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے بالخصوص جبکہ اس انقلاب کے لانے میں آپ کی قائم کردہ جماعت اور اس کے سرفروش مجاہدینِ اسلام کی انتھک اور جان توڑ مساعی کا بہت دخل ہے اور خود مخالفینِ اسلام کیلئے اُنکے اس محیر العقول کارنامے کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔

(بشکریہ رسالہ انصار اللہ ربوہ)

بقیہ **۱۵ر جولائی ۱۹۶۱ء**

پونا میں سیلاب سے پندرہ کروڑ روپیہ کا نقصان ۵۰ ہزار اشخاص بے گھر ہو گئے۔

پونا ۱۵ر جولائی۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ مسٹر چوہان نے آج اخباری نمائندوں کو بتایا کہ پونا میں جو حالات اس وقت موجود ہیں ان کا مقابلہ کرنا تنہا ریاست مہاراشٹر کا کام نہیں ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ سیلاب سے سرکاری جائیدادوں کو ۵ کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچا ہے اس وقت پونا "غلاظت اور بدبو کا شہر" ہے۔ سرکاری گوداموں میں غلہ کا بہت بڑا سٹاک سڑ رہا ہے اور اب اس کی بدبو گوداموں سے باہر نکل کر دور دور تک پہونچ رہی ہے۔ حکومت ہند کے ایکسل انجنئر مسٹر پی کے کمال نے بتایا کہ تقریباً ۱۱ ہزار ٹن گیہوں اور چاول کا سٹاک جس کی قیمت ستر لاکھ روپیہ ہوتی ہے قطعی طور پر برباد ہو گیا ہے۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۷/۷/۶۱)

۱۶ر جولائی ۱۹۶۱ء

آسام اور میسور میں سیلاب کا زور بڑی تعداد میں دیہات زیر آب۔

دہلی ۱۶ر جولائی۔ یہاں پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق آسام اور میسور سے گذرنے والے دریاؤں میں زوردار سیلاب آ گیا ہے۔ آسام میں برہم پتر کا پانی کناروں سے نکل کر بہہ رہا ہے سیکمو بازار سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک مٹی کا بند پانی میں بہہ گیا۔ بہت سے گاؤں میں پانی بھر گیا۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۸/۷/۶۱)

۲۹ر جولائی ۱۹۶۱ء

نئی دہلی ۲۹ر جولائی۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو آج بنگلور اور پونا کے دورہ کے بعد دہلی پہنچ گئے۔ پونا میں آپ نے شہر کے اُن علاقوں کا معائنہ کیا جو حالیہ سیلاب سے تباہ ہو گئے ہیں۔ پونا میں اس وقت پچاس ہزار افراد بے گھر ہیں۔

وزیر اعظم نے پونا کے شہریوں کو مبارکباد دی کہ انہوں نے بڑی جرأت اور ہمت کے ساتھ سیلاب کا مقابلہ کیا۔ وزیر اعظم نے امید ظاہر کی کہ پونا نہ صرف زندہ رہے گا۔ بلکہ پہلے کے مقابلہ میں زیادہ خوبصورت شہر بن جائے گا۔ مسٹر نہرو نے کہا پونا میں سیلاب سے جو نقصان ہوا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بہار میں ۱۹۳۴ء کے مشہور زلزلہ سے ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ لوگ بند بنانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ بند بنا کر سیلاب کو نہیں روکا جا سکتا۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۱/۷/۶۱)

درخواست ہائے دعا [illegible] خاکسار سید حسام الدین (اخراز سونگڑہ اڑیسہ) ۲ [illegible] احباب جماعت [illegible] احباب جماعت [illegible]

خبریں

امرتسر ۳۱ ؍جولائی ۔ امرت سر شہر میں گذشتہ ۲۴ گھنٹوں سے متواتر بارش جاری ہے ۔ صرف چند بار تھوڑے تھوڑے وقفہ کے لئے بارش بند ہوئی تھی ۔ بارش سنیچر وار کی آدھی رات سے جاری ہے ۔ آج رات بھی بارش ہوتی رہی ۔ اور صبح ۱/۲ ۸ بجے سے لیکر ۱/۲ ۱۱ بجے تک تین گھنٹے موسلا دھار بارش ہوئی جس سے شہر کی گلیوں اور بازاروں میں جل تھل ہو گیا ۔ اور ندیاں بہنے لگیں ۔ اس تین گھنٹے کے عرصہ میں شہر کی نارمل زندگی تقریباً درہم برہم ہو گئی ۔ شہر کے متعدد علاقوں میں ٹیلیفون کی تاریں خراب ہونے کی وجہ سے کئی گھنٹے ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع رہا ۔ آج تقریباً ۴ انچ بارش ہوئی ۔ بارش میں شہر کے مختلف حصوں میں چار مکان گر پڑے جن میں دو بچے اور چار گئو ہلاک ہو گئیں اور پچاس ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ۔ بارش بعد دوپہر بند ہو گئی ۔ اس کے بعد ناتر ریگیڈ کا عملہ بڑا مصروف رہا ۔ سب سے بھیانک حادثہ گلی خواسیاں میں ہوا ۔ جہاں سات برس کا ایک بچہ اور اس کی بڑی بہن جس کی عمر دس برس کی تھی ہلاک ہو گئے ۔

سرینگر ۳۱ ؍جولائی ۔ جموں و کشمیر کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے اعلان کیا ہے کہ جلدی بارہ مولہ میں کاغذ اور گتہ تیار کرنے کا کارخانہ لگایا جائے گا ۔

نئی دہلی ۳۱ ؍جولائی ۔ بھارت کے وزیر خوراک و زراعت شری ایس کے پاٹل نے آج کھانڈ کی صنعت کے اس مطالبہ کی حمایت کی کہ غیر ضروری کنٹرول اور نارمل کاروبار میں صوبائی سرکاروں کی مداخلت ختم کی جائے ۔ تاہم انہوں نے صنعت کے اس رویہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ زیادہ پیداوار سے پیدا شدہ صورت حال کا مقابلہ کرنا اکیلے حکومت کا کام ہے ۔ وہ انڈین شوگر ملز ایسوسی ایشن کے ۲۸ ویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کر رہے تھے ۔

نئی دہلی ۔ ۳۱ ؍جولائی ۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کی بیماری کے متعلق آج صبح ساڑھے آٹھ بجے جو بلیٹن شائع کیا گیا ہے ۔ اس میں کہا گیا ہے ۔ کہ پچھلے چوبیس گھنٹے کے دوران میں راشٹرپتی کی حالت میں جو بہتری آئی ہے ۔ وہ بہت زیادہ تسلی بخش ہے ۔ وہ خوش و خرم ہیں ۔ اور کافی دیر تک بیٹھنے پر بھی انہوں نے تھکاوٹ محسوس نہیں کی ۔ اُن کے خون کا دباؤ نارمل ہے ۔ خون آنے کی بھی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔ کل اُن کا ایکس رے معائنہ کیا جائے گا ۔

لاہور ۳۱ ؍جولائی ۔ مغربی پاکستان کے کئی مقامات پر زور دار بارشوں سے تین دریاؤں سندھ ۔ چناب اور راوی میں مسلسل سیلاب آیا ہوا ہے ۔ سیالکوٹ میں نالہ ڈیک کناروں کو توڑ کر بہہ رہا ہے ۔ سیالکوٹ میں زوردار بارش ہوئی ہے ۔ صبح تک ۱/۲ ۹ انچ بارش ریکارڈ کی گئی تھی ۔ لاہور میں ۱/۲ ۲ انچ بارش ریکارڈ کی گئی صدر ایوب نے اپنا لائلپور کا دورہ منسوخ کر دیا ہے ۔ کیونکہ اس علاقہ میں ریلوے لائن زیر آب ہے ۔ وہ بہاولپور کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے راولپنڈی چلے جائیں گے دریائے سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے ۔ اور سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ سندھ کے بند محفوظ ہیں ۔

وارانسی ۔ ۳۱ ؍جولائی ۔ اُتر پردیش کے انسپکٹر جنرل پولیس شری شانتی پرشاد نے اخبارات کے نامہ نگاروں کے ساتھ بات چیت کے دوران میں کہا کہ آچاریہ ونوبا بھاوے نے ڈاکوؤں کو ڈاکہ نہ ڈالنے اور دوسرے مکروہ جرائم کا ارتکاب نہ کرنے کی ترغیب دینے کا جو مشن اپنے ہاتھ میں لیا تھا ۔ اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے ۔ آپ نے کہا کہ آچاریہ ونوبا بھاوے کا مشن مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے ۔ ان ڈاکوؤں کے دل و دماغ میں کوئی انقلابی تبدیلی آنے کی بجائے یہ دیکھا گیا ہے کہ ڈاکوؤں کے نئے گروہ بن گئے ہیں اور وہ چمبل کے علاقہ میں پہلے سے زیادہ سرگرم ہو گئے ہیں ۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے مزید کہا کہ کانپور اور لکھنؤ میں پولیس کے دو سکوئیڈ بنائے گئے ہیں ۔ جو تازہ ترین سائنٹیفک مشینری اور وائرلیس آلات سے لیس ہیں ۔ ان سکوئیڈوں کی تشکیل کا مقصد یہ ہے ۔ کہ اگر کسی جگہ جھگڑا یا فساد ہو تو اُسے دبایا جا سکے اگر یہ تجربہ کامیاب رہا ۔ تو اس قسم کے سکوئیڈ دوسرے اہم شہروں میں بھی قائم کئے جائیں گے ۔ شری شانتی پرشاد نے مزید کہا کہ صوبہ میں سراغرساں پولیس کو سراغرساں کتوں کی خدمات حاصل ہوں گی تاکہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں مدد مل سکے ۔

فیروز پور ۳۱ ؍جولائی ۔ پنجاب منتری شری کیرون نے فیروز پور کے گاؤں ملکہ جب ایکسری کیڈٹ کور کے سوشل سروس کیمپ کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پنجاب کا امن و امان ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے اور کسی کو بھی اس میں خلل ڈالنے کی اجازت نہ دی جائے گی ۔ کیونکہ ہم پنجاب کو ترقی کی شاہراہ پر لے جانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں ۔ آپ نے کہا پنجاب سرکار نے صوبہ سے جہالت کو ختم کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے ۔ اس وقت صوبہ میں پڑھے لکھے لوگوں کا تناسب ۲۳ فیصدی ہے ۔ اب تعلیم پر سالانہ بارہ کروڑ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے ۔ جبکہ متحدہ پنجاب میں اس پر صرف اسی لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا تھا ۔ آپ نے دیہاتیوں سے کہا کہ اگر انہیں لڑائی جھگڑے اور قتل وغیرہ کی بری عادات جو کہ شراب خوری کا نتیجہ ہیں ترک نہ کیا ۔ تو صوبہ میں مکمل منشہ بندی لاگو کر دی جائے گی خواہ حکومت کو کئی کروڑ روپیہ کا خسارہ ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے ۔ آپ نے کہا کہ حکومت کئی کروڑ کا یہ نقصان برداشت کرے گی لیکن وہ لوگوں کے اخلاق کو شراب نوشی سے تباہ نہ ہونے دے گی (پرتاپ یکم اگست ۶۱ء)

ہندوستان کے شہری حقوق کی تفویض

مندرجہ ذیل مستورات جو گذشتہ کچھ عرصہ سے پاکستانی پاسپورٹ پر قادیان میں اپنے خاوندوں کے پاس مقیم تھیں مورخہ ۲۷؍جولائی ۱۹۶۱ء کو جناب کلکٹر صاحب بہادر گورداسپور شری پانڈے نے ان کو ہندوستانی شہریت کے سرٹیفکیٹ عطا کئے ۔

	سرٹیفکیٹ نمبر
۱ ۔ شریفاں بی بی زوجہ محمود احمد صاحب بشیر	۵۱
۲ ۔ سردار بی بی زوجہ شاہ محمد صاحب	۵۲
۳ ۔ آمنہ بی بی زوجہ مرزا محمد زمان صاحب	۵۳

ناظر امور عامہ قادیان

یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

اخبار بدر مورخہ ۱/۲ ۶۱ء میں نئے سال میں ہمارے عزائم کی سُرخی کے تحت سال بھر میں بعض دن اور جلسے منانے کا پروگرام شائع ہو چکا ہے ۔ افسوس ہے کہ کتابت کی غلطی سے اس پروگرام میں جلسہ سیرۃ النبیؐ درج ہونے سے رہ گیا ہے جو بذریعہ اعلان ہذا جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جلسہ سیرۃ النبیؐ کے لئے

۲۵؍اگست ۱۹۶۱ء

کا دن مقرر ہے ۔ جملہ جماعتیں اس دن کو پوری شان کے ساتھ منائیں اور اپنی اپنی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھیجیں ۔

اس جلسے کے علاوہ سال رواں کے لئے صرف ایک دن یوم تبلیغ رہتا ہے جو کہ ماہ اکتوبر کو کسی بھی اتوار کو منایا جائیگا ۔ جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ اور پریذیڈنٹ و امراء صاحبان نوٹ فرمالیں ۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان